لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

ماھنامہ

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۴۶	ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۶ھ مطابق ماہ مارچ سنہ ۱۹۴۷ء	عدد ۳

فہرست مضامین

شذرات:
مسلمانوں کے نئے تبلیغی عزائم - مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام کے اثرات - دجال کی فلک پروازیاں — ایڈیٹر

ہستی باری تعالیٰ پر چند عقلی دلائل صفحہ ۱ — از حضرت صاحبزادہ پیر منظور محمد صاحب موجد قاعدہ یسرنا القرآن

گولڈ کوسٹ (مغربی افریقہ) میں تبلیغ اسلام صفحہ ۲۰ — از جناب الحاج مولانا نذیر احمد صاحب مبشر فاضل سیالکوٹی

مصلح موعود کی ایک علامت صفحہ ۴۰ — از مولانا عبدالاحد صاحب فاضل مدرسہ احمدیہ

تذکرۂ اصحاب مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۴۹ — از جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے قادیان

ہندوستان میں تاریخ تبلیغ اسلام صفحہ ۵۵ — از جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی

شذرات

مُسلمانوں کے نئے تبلیغی عزائم

"تاتاریت اور افرنگیت" کے زیرِ عنوان مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی اُستاذ جامعہ عثمانیہ دکن کا ایک طویل مضمون کئی اقساط میں اخبار "صدق" لکھنؤ میں شائع ہوا ہے۔ تاتاریوں کے بے نظیر نظم وضبط، ان کی اپنے قومی قانون کی سختی سے پابندی، ان کے علمی شغف اور دیگر بہت سی عمدہ صفات کا ذکر کرکے موصوف تحریر فرماتے ہیں:-

"سوال یہ ہے کہ اس کے بعد تاتاریوں کے اسلام لانے کی یہ توجیہ کہ "انکی جہل و وحشت نے ان کو مسلمانوں کے علم وتہذیب کے آگے جھک جانے پر مجبور کیا کیا واقعہ کے مطابق توجیہ باقی رہتی ہے؟ اور اس کے ساتھ کیا خود مسلمانوں کے لئے لمحۂ فکر نہیں ہے کہ ان کے جس اسلام نے تاتاری بادشاہوں کو مسلمان ہونے پر کل آمادہ کیا، وہی اسلام اگر کوشش کی جائے تو یورپ اور امریکہ کی حکمران قوموں کو مسلمان بنا لینے میں کامیاب نہیں ہو سکتا؟ اسلام فطرتِ انسانی کے جن لازوال سوالوں کا قطعی جواب ہے، ان سوالوں کا جواب نہ تاتاریوں کی مزعومہ وحشت وجہالت دے سکتی تھی اور نہ ان سوالوں کے حل کرنے میں یورپ وامریکہ کا فلسفہ اور

سائنس کامیاب ہو سکتے ہیں۔ فطرتِ انسانی کے اندر دبے ہوئے یا دبائے ہوئے سوالوں کا اُبھار دینا مسلمانوں کا کام صرف اسی قدر ہے۔ سوالات کے اُبھر جانے کے بعد جواب بن کر خود اسلام کھڑا ہو جائیگا"

("صدق" مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۴۶ء)

اِس زمانہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہلے شخص ہیں جنہوں نے مسلمانوں میں تبلیغی شعور کو بیدار کیا، اور جماعت احمدیہ پہلی جماعت ہے، جس نے یورپ اور امریکہ میں حضور کے پیدا کردہ تبلیغ اسلام کے تصور کو عملی جامہ پہنایا۔ ورنہ آج سے ستر برس قبل تو مسلمان یہ وہم بھی نہ کر سکتے تھے، کہ یورپ اور امریکہ کے لوگوں کو بھی دعوتِ اسلام دی جا سکتی ہے، یا یہ کہ وہ اسلام قبول کر سکتے ہیں۔

مغربی قوموں کی سیاسی ترقیات اور ان کی سائنٹفک ایجادات سے ساری دُنیا محوِ حیرت اور مرعوب تھی۔ اور مسلمان تو ہر جگہ ان کے مقابلہ میں اپنی حکومتوں کو شکست کھاتے دیکھ رہے تھے۔ مذہبی لحاظ سے بھی عیسائی پادریوں کی فوجیں اسلام پر نہایت سخت حملے کر رہی تھیں، اور مسلمان اُن سے بُری طرح پٹ رہے تھے۔ حتیٰ کہ ان ممالک میں بھی جنہیں اسلامی ممالک کہا جاتا ہے، عیسائی مشن قائم ہو چکے تھے، اور عیسائیت اپنی سیاسی قوت و اقتدار کے بل بوتے پر ان میں اپنے دامن کو وسیع سے وسیع تر کئے جا رہی تھی۔ انہیں حالات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اسلام کی مدافعت کے لئے مبعوث فرمایا، اور حضور کو الہاماً یہ بشارت دی، کہ اب اسلام کے غلبہ کے دن نزدیک آ گئے ہیں، اس کے دشمن ناکام ہوں گے، اور وہ ایک مرتبہ پھر دُنیا میں ایک زبردست اصلاحی قوت کی حیثیت میں نمودار ہو گا۔ الہامِ الٰہی کے الفاظ یہ ہیں۔

"بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منارِ بلند تر محکم اُفتاد"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام ۱۸۸۳ء کا ہے۔ اس میں اسلام کے شاندار مستقبل کی خبر دی گئی تھی۔ یہ مسلمانوں کے لئے امید کا پیغام تھا جو ان کی پست ہمتوں کو بلندی کی طرف لے جانے والا اور ان کے حوصلوں کو بڑھانے والا تھا چنانچہ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ اُفقِ اسلام سے مایوسی کے بادل چھٹ رہے ہیں، اور امید کی کرنیں طلوع ہو رہی ہیں۔ یعنی مسلمانوں کے حوصلے بلند ہو رہے ہیں، اور جمود اور پست ہمتی کی بجائے ان میں حرکت اور بلند نظری پیدا ہو رہی ہے۔ اور وہ اب یورپ اور امریکہ کے سامنے اسلام پیش کرنے کے عزائم کا اظہار کر رہے ہیں۔ یہ ساری تبدیلی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور جماعت احمدیہ کی بڑھتی ہوئی تبلیغی مساعی کی بدولت ہے۔ مسلمانوں میں ذہنیت کا یہ تغیر بڑا خوش آئند اور جماعت احمدیہ کے لئے انتہائی مسرت کا موجب ہے کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ جب مسلمان من حیث القوم تبلیغ اسلام کی اہمیت کو سمجھنے لگیں گے، اور عملی میدان میں قدم رکھیں گے، تو انہیں لازماً اسی علم کلام کو اختیار کرنا پڑیگا جو اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش کیا ہے، اور جسے اختیار کر کے جماعت احمدیہ ہر جگہ کامیابی حاصل کر رہی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آسمان پر زندگی، ان کی مسیح موعود بن کر اُمتِ محمدیہ کی اصلاح کے لئے دوبارہ آمد اور دروازۂ وحی والہام کے انسداد اور خونی مہدی کے ظہور کے عقائد اور اسی قسم کے بعض دوسرے مسائل جو غلطی سے مسلمانوں میں رائج ہو گئے ہیں، ایسے نہیں ہیں جن سے اسلام کو غلبہ حاصل ہو سکے۔ اس لئے انہیں مجبوراً ان عقائد کو خیر باد کہہ کر جماعت احمدیہ کے آزمائے ہوئے ہتھیار ہی استعمال کرنے پڑیں گے۔ بہرحال ہوا کا رُخ بدل رہا ہے، اور وہ دن اب زیادہ دُور نہیں ہے جب مسلمانوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کام کی حقیقی قدر و قیمت کا احساس ہو گا، اور

حضورؑ کا یہ ارشاد پورا ہوگا ؎

امروز قوم من نہ شناسد مقامِ من ✦ روزے بہ گریہ یاد کند وقتِ خوشترم

مغربی افریقہ میں تبلیغِ اسلام کے اثرات

مغربی افریقہ میں گذشتہ چھبیس[۲۶] سال سے احمدی مبلغین تبلیغ اسلام کر رہے ہیں۔ اِس وقت وہاں ہمارے کئی تبلیغی مراکز قائم ہیں، جن میں گیارہ ہندوستانی مبلغ کام کر رہے ہیں۔ افریقن مبلغ جو اِس عرصہ میں تیار ہوئے، اور کام کر رہے ہیں، وہ ان کے علاوہ ہیں۔ گولڈ کوسٹ کے علاقہ کے مبلغ انچارج مولانا نذیر احمد صاحب مبشر جو گیارہ سال تک فرائضِ تبلیغ سرانجام دینے کے بعد حال ہی میں دارالامان واپس تشریف لائے ہیں، اُن کی مختصر رپورٹ اِسی رسالہ میں درج ہے۔ خدا کے فضل سے ہمارے مبلغین کو اِن علاقوں میں عظیم الشان کامیابی حاصل ہو رہی ہے، اور انکی مساعی بارآور ہو رہی ہیں۔ چنانچہ لنڈن کے مشہور رسالہ "افریقن ورلڈ" بابت ماہ اگست ۱۹۴۶ء میں یہ خبر بڑی تشویش کے ساتھ چھاپی گئی ہے کہ:۔

"سارے مغربی افریقہ میں اسلام بڑی سُرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے ...... اور ساحلی علاقوں کے متعلق تو یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ایک عیسائی کے مقابل پر دس نَو مُسلم بنتے ہیں"

آگے چل کر یہی رسالہ اِس صورتِ حال کی پُوری چھان بین کی ضرورت کا احساس ظاہر کر کے لکھتا ہے:۔

"بادی النظر میں اسلام کی اشاعت کا باعث یہ ہے کہ اِس کی عبادات نسبتاً سادہ، طبیعت پر اثر کرنے والی اور مستقل حیثیت رکھنے والی ہیں، اور اس کا قانون زیادہ رواداری کا حامل ہے۔ اور سب سے

بڑھ کر یہ کہ اس میں تعددِ ازدواج کی اجازت ہے۔"

افریقہ میں اسلام کی اشاعت کا سب سے بڑا سبب تعددِ ازدواج کو قرار دینا عیسائیوں کی انتہائی کور باطنی ہے۔ اگر کوئی اس کے جواب میں یہ کہے کہ عیسائیت کے پھیلنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں کفارہ کی تعلیم ہے، جس کی رُو سے یسوع مسیح کے خون پر انحصار رکھتے ہوئے ہر قسم کے گناہ کی کھُلی اجازت ہو جاتی ہے، تو اس کا عیسائیوں کے پاس کیا جواب ہے؟

تعددِ ازدواج کی اسلام میں خاص حالات میں بعض شرائط کے ساتھ اجازت ہے۔ اور یہ اس کے کامل مذہب اور دینِ فطرت ہونے کی دلیل ہے۔ آجکل یورپ میں مردوں کی قلت اور عورتوں کی زیادتی نے جو خطرناک صورت اختیار کر رکھی ہے، اس کا حل تعددِ ازدواج کے سوا کیا ہے؟ تعجب ہے کہ متعصب عیسائی اب بھی مسئلۂ تعددِ ازدواج پر طعنہ زنی سے باز نہیں آتے، جبکہ خود انکے گھر میں اس کی ضرورت کا احساس ہو رہا ہے۔

حبشیوں میں تعددِ ازدواج کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ وہ اپنے قومی رسم و رواج کے مطابق بیک وقت غیر محدود شادیاں کر سکتے ہیں۔ لیکن اسلام میں شادیوں کی حد بندی ہے۔ چار سے زیادہ شادیاں کرنا اسلام میں ممنوع ہے۔ اِن حالات میں کون عقلمند یہ سمجھ سکتا ہے کہ افریقی باشندے اس لئے اسلام قبول کر رہے ہیں کہ اس میں تعددِ ازدواج کی اجازت ہے۔ اگر یہی بڑی وجہ ان کے اسلام قبول کرنے کی ہے، تو یہ چیز تو ان کے ہاں پہلے سے موجود ہے، اور بغیر کسی حد بندی کے موجود ہے، پھر اسلام میں ان کو زائد چیز کیا حاصل ہوتی ہے۔ یہاں تو اُلٹا کھُلی اجازت پر پابندی عائد ہو جاتی ہے۔ پس یہ محض اسلام کی خوبصورت تعلیم ہے، جو ان کے لئے باعثِ کشش ہے۔ اس سلسلہ میں باسورتھ سمتھ کا حسب ذیل بیان نہایت

ہی سچا اور حقیقت پر مبنی ہے۔ وہ اپنے مضمون بعنوان "افریقہ میں محمڈنزم" میں افریقیوں کے قبولِ اسلام کے بہت سے دینی اور دُنیا وی وجوہ کا ذکر کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں:۔

"اسلام اپنے حبشی نو مُسلم کو قوتِ عمل، وقار، خود اعتمادی اور عزتِ نفس کی نعمتیں بخشتا ہے جو اس کے مشرک یا عیسائی ہموطنوں میں شاذو نادر ہی پائی جاتی ہیں"[۱]

اور بشپ کراؤ تھر "مغربی افریقہ میں اسلام" کے موضوع پر لکھتے ہیں:۔

"جب کوئی مسلمان تاجر بُت پرستوں کے گاؤں میں پہنچتا ہے، تو وہ جلد ہی بار بار وضو کر کے نماز پڑھنے اور رکوع و سجود میں جانے سے، جس میں وہ کسی غیر مرئی ہستی سے باتیں کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے، لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے۔ اور اپنی ذہنی اور اخلاقی برتری کے باعث بُت پرست باشندوں میں عزت و احترام اور اعتماد کا مقام حاصل کر لیتا ہے۔ یہ مسلمان سوداگر اس امر پر ہر وقت آمادہ اور تیار رہتا ہے، کہ وہ بُت پرستوں میں وہ ساری خوبیاں پیدا کر دے جو خود اس میں موجود ہیں، اور ان کو آگاہ کرے کہ اسلام کیا ہے"[۲]

اِن بیانات کی موجودگی میں یہ کہنا کہ اسلام کی ترقی کا بڑا سبب تعددِ ازدواج کا مسئلہ ہے، واقعات کی صریح غلط توجیہہ ہے۔ جس سے مقصود صرف اسلام کی صداقت کو مشتبہ کرنا ہے۔ ورنہ حقیقت سے اس کو کچھ بھی تعلق نہیں۔

---

[۱] پریچنگ آف اسلام از آرنلڈ صفحہ ۳۶۱

[۲] پریچنگ آف اسلام از آرنلڈ صفحہ ۳۵۴

دجّال کی فلک پروازیاں

مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی "صدق" مؤرخہ ۱۶ اگست ۱۹۴۶ء میں لکھتے ہیں :-

"نیویارک ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ امریکی فوج اب سیاروں کے درمیان سفر کے لئے ایک نئی قسم کی ہوائی (راکٹ) ایجاد کر رہی ہے۔ کاش یہ زمین سے ستاروں تک پہنچا دینے والی ایجادیں امریکہ میں جلد سے جلد تکمیل کو پہنچ جائیں، بلکہ ان میں اتنی ترقی ہو جائے کہ بغیر کسی ہوا گاڑی کی مدد کے محض انسان ہی جسم میں کوئی مشین لگا کر فضاء میں پروانہ کے کمالات دکھانے لگے، کہ دُنیا کو اُس سچے کے کشف کی تصدیق جلد سے جلد ہو جائے کہ جس نے آج سے صدیوں پیشتر یہ دیکھ لیا تھا کہ دجّال زمین و آسمان کے درمیان اُڑ رہا ہے، فضاء میں قلابازیاں کھا رہا ہے۔" (صدق ۱۶ اگست ۱۹۴۶ء)

ڈاکٹر اقبال کا یہ شعر تو مشہور ہی ہے، جس میں انہوں نے مغربی اقوام کو یاجوج ماجوج قرار دیا ہے ؎

کھُل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشمِ مُسلم دیکھ لے تفسیرِ حرفِ یَنْسِلُوْنَ[1]

[1] یہ آیت قرآنیہ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ٥ (انبیاء ع) کی طرف اشارہ ہے، جس کا آخری لفظ یَنْسِلُوْنَ ہے، اور جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ یاجوج و ماجوج کا ہر جگہ غلبہ ہوگا۔ ڈاکٹر اقبال اِس پیشگوئی کے پورے ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ ایک کھُلی حقیقت ہے جسے ہر شخص اِس زمانہ میں دیکھ رہا ہے۔

اب آہستہ آہستہ دوسرے علماء بھی یاجوج و ماجوج اور دجال کے متعلق اس تشریح کو تسلیم کرتے جارہے ہیں، جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۱ء میں کی تھی۔ یعنی یہ کہ اس سے مراد عیسائی اقوام ہیں، کیونکہ یہی وہ تفسیر ہے جو عقل کے مطابق قرار پاسکتی ہے، اور واقعہ کے مطابق بھی ہے۔

مولٰنا عبدالماجد صاحب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کشف کی "جلد سے جلد" تصدیق کے لئے یہ ضروری خیال فرماتے ہیں کہ "بغیر کسی ہوائی گاڑی کی مدد کے انسان ہی جسم میں کوئی مشین لگا کر فضاء میں پرواز کے کمالات دکھانے لگے"! مگر حضور علیہ السلام کے جس کشف کی طرف وہ اشارہ کر رہے ہیں، اس میں تو اس کا کوئی ذکر نہیں کہ دجال کسی گاڑی کی مدد سے زمین و آسمان کے درمیان قلابازیاں لگائے گا یا اس کے بغیر۔ پھر اگر گاڑی کی مدد سے اڑنا کشف کی "جلد سے جلد" تصدیق میں روک ہوسکتا ہے، تو جسم میں مشین لگا کر فضاء میں اڑنا کیوں روک نہ ہوگا؟ حقیقت یہ ہے کہ دجال کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کشف کی صداقت پوری شان سے ظاہر ہوچکی ہے، اور اب اس میں کوئی کمی یا کسر باقی نہیں رہی۔

معاونین رسالہ

"ریویو" کی خریداری خدا تعالیٰ کے فضل سے روز بروز بڑھ رہی ہے اگر احباب جماعت اسی طرح توجہ فرماتے رہے، جس طرح گذشتہ چار ماہ سے فرمارہے ہیں، تو امید کی جاسکتی ہے کہ رسالہ کی مالی حالت بہت جلد سنبھل جائیگی۔ یوں تو سب دوستوں نے رسالہ کی کسی نہ کسی رنگ میں امداد فرمائی ہے مگر حسب ذیل احباب اور بزرگوں نے خاص طور پر رسالہ کی خریداری بڑھانے میں کوشش فرمائی ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

۱-جناب حاجی محمد اسمٰعیل صاحب محلہ دارالبرکات قادیان۔ ۲-جناب مولٰنا علی احمد صاحب ایم۔اے بھاگلپوری۔ ۳-جناب پیر سید محمد زمان شاہ صاحب وکیل مانسہرہ۔ ۴-جناب صلاح الدین صاحب پونا۔ ۵-جناب نذیر احمد صاحب لائلپور۔ ۶-جناب عبدالعزیز صاحب [illegible]

رسالہ دیدارِ الٰہی نمبر ۲[1]

ہستئ باری تعالیٰ پر چند عقلی دلائل

(تا دلیل نمبر ۱۳ خواندہ و شنیدہ بہ ترتیب و ترمیم خود ـ باقی از خود)

(از حضرت صاحبزادہ پیر منظور محمد صاحب موجد قاعدہ یسرنا القرآن)

خود بخود ہونے کے خیال کا ردّ۔

دلیل نمبر ۱

کسی حادث یعنے نو پیدا چیز کی نسبت یہ کہنا کہ یہ چیز خود بخود ہے اس کے یہ معنے ہوں گے کہ اُس چیز نے اپنے آپ کو آپ پیدا کیا۔ یعنے وہ چیز اپنی خالق آپ ہے لیکن یہ بات بدیہی البطلان ہے کیونکہ کسی حادث چیز کا اپنا خالق آپ ہونے کے دو طریق ہیں۔ اوّل یہ کہ وہ چیز موجود نہ تھی اور اُس نے اپنے آپ کو آپ پیدا کیا۔ لیکن یہ باطل ہے۔ کیونکہ جب وہ چیز موجود ہی نہ تھی تو اُس نے پیدا کس کو کیا؟ خفتہ را خفتہ کے کند بیدار۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ وہ چیز موجود تھی اور اُس نے اپنے آپ کو پیدا کیا۔ یہ بھی باطل ہے۔ کیونکہ جب وہ چیز موجود ہے تو اُس کا اپنے آپ کو موجود کرنے کے کیا معنے؟ یہ فقرہ ہی بے معنے ہے۔ بطور مثال مَیں انسان کو لیتا ہوں۔ مثلاً یہ یقینی بات ہے کہ آج سے سو برس پہلے مَیں نہیں تھا۔ کیونکہ اِس وقت میری عمر ستر سال کی ہے۔ اور اِس وقت مَیں موجود ہوں۔ پس جب آج سے سو برس پہلے مَیں

[1] رسالہ دیدارِ الٰہی ملا "ریویو" کے نمبر ۴ ۱۹۴۵ء میں چھپ چکا ہے۔

موجود ہی نہ تھا تو میں نے پیدا کس کو کیا؟ اور اگر میں موجود تھا تو میرا موجود کو موجود کرنیکا کیا مطلب؟ یہ فقرہ ہی مہمل ہے۔ تحقیقات مندرجہ بالا سے ثابت ہؤا کہ میں خود بخود نہیں یعنے میں نے اپنے آپ کو پیدا نہیں کیا بلکہ میرا خالق کوئی اور ہے۔ اور یہی ثابت کرنا تھا۔

پھر چونکہ میرا جسم اِس جہان کا جزو ہے اور یہ جہان مجموعہ ہے اُن اشیاء کا جو موجود ہیں لہذا میرے خود بخود نہ ہونے کے ثابت ہونے کے بعد یہ بھی ثابت ہوگیا کہ یہ جہان بھی خود بخود نہیں بلکہ اِس کے پیدا کرنے والا کوئی اور ہے۔ اور وہ وہی ہے جو میرا خالق ہے۔ کیونکہ بحکم علوم متعارفہ مسلّمہ جو حال جُزو کا ہوتا ہے وہی حال کُل کا ہوتا ہے۔ مثلاً اگر سمندر کے پانی کے ایک قطرہ میں نمک پایا جائے تو سمندر کا کُل پانی نمکین ہوگا۔ پس جبکہ میرا خود بخود نہ ہونا ثابت ہے تو اِس جہان کا بھی خود بخود نہ ہونا ثابت ہؤا یعنے اِس جہان نے اپنے آپ کو پیدا نہیں کیا بلکہ اِس کا خالق کوئی اور ہستی ہے۔ اور وہ ہستی وہی ہے جس کی نسبت قرآن شریف فرماتا ہے کہ اُس نے اِس جہان کو پیدا کیا۔

دلیل نمبر ۲

کوئی چیز اپنی خالق آپ نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ خلق کرنا ارادہ کو چاہتا ہے۔ اور بغیر ارادہ کے پیدائش کا ہونا محال ہے۔ اور یہ ضروری ہے کہ ارادہ کرنے والا اُس پیدا شدہ چیز سے پہلے ہو۔ اب اگر ارادہ کرنے والا اُس پیدا شدہ چیز کو سمجھا جائے تو تَقَدُّمُ الشَّيْءِ عَلٰی نَفْسِہٖ ہؤا۔ یعنے کسی چیز کا اپنے آپ سے پہلے ہونا۔ اور یہ محال ہے۔ کیونکہ جو چیز ماہ جنوری ۱۹۴۲ء میں پیدا ہوئی وہ ماہ دسمبر ۱۹۳۹ء میں ہرگز نہ تھی۔ پس ثابت ہؤا کہ ارادہ کرنے والا وہ چیز نہیں بلکہ اس کا غیر ہے جو اس چیز کے

پیدا ہونے سے پہلے موجود ہے اور جس نے اُس چیز کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا۔ زید ۴۴ء
میں پیدا ہؤا۔ لہذا وہ ۳۹ء میں ہرگز نہ تھا۔ ۴۴ء سے پہلے زید ارادہ کرنیوالا نہیں
ہوسکتا کیونکہ وہ معدوم ہے۔ پس اُس کی پیدائش کا ارادہ کرنے والا اُس کے موجود
ہونے سے پہلے چاہیئے۔ اور یقیناً وہ کوئی اور ہے۔ زید نہیں۔ لہذا زید خود بخود پیدا
نہیں ہؤا یعنے اُس نے اپنے آپ کو پیدا نہیں کیا۔ غرض خود بخود ہونے کا فقرہ اِس
دُنیا کی کسی چیز پر چسپاں نہیں ہوسکتا۔ یہ فقرہ صرف خدا پر چسپاں ہوسکتا ہے۔
خدا کے معنے ہیں:۔ خود آ۔ اُس کے خود آ ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ اِس جہان کو جو
خدا تعالےٰ کا فعل ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو صاف ثابت ہوجاتا ہے کہ اِس
جہان کا بنانے والا کامل علم اور کامل قدرت رکھتا ہے۔ اور جو ہستی کامل علم اور کامل
قدرت والی ہوگی وہ مخلوق نہ ہوگی بلکہ خود آ ہوگی۔

واضح ہو کہ ہر ایک مخلوق چیز محدود ہوتی ہے اور محدود چیز ناقص ہوتی ہے۔ پس
اگر مخلوق چیزیں یعنے اِس جہان کی چیزیں خود بخود ہیں یعنے اپنی مرضی اور ارادہ سے
آپ ہی ہیں تو انہوں نے اپنے آپ کو ناقص کیوں بنایا؟ انہیں چاہیئے تھا کہ اپنے
آپ کو بے نقص اور کامل بناتیں یا ہوتیں۔ غرض ان کا محدود اور ناقص ہونا ہی ان کے
مخلوق ہونے کا ثبوت ہے اور اُن کا مخلوق ہونا اُن کے خود بخود نہ ہونے کا ثبوت ہے۔
خدا تعالےٰ چونکہ ازلی اور غیر محدود ہے اس لئے غیر مخلوق اور کامل اور بے نقص اور
بے عیب ہے۔

دلیل نمبر ۳

یہ بات عند العقل ممتنع ہے کہ کوئی شئے اپنے وجود سے پہلے موجود ہو۔ یعنے یہ نہیں
ہوسکتا کہ جس وقت وہ شئے پیدا ہوتی ہے اس سے پہلے بھی وہ شئے موجود ہو بفرض محال

ایسا ہو تو اس سے حسب ذیل خرابیاں لازم آتی ہیں۔ اوّل یہ کہ اس طرح ایک چیز کو دو چیزیں ماننا پڑتا ہے اور یہ محال ہے۔ اس سے علم حساب باطل ہو جاتا ہے۔ ایک آم کو دو آم نہیں کہہ سکتے۔ اور نہ دو آموں کو ایک آم کہہ سکتے ہیں۔ دوسری خرابی یہ پیدا ہوتی ہے کہ اس جہان کو دیکھ کر خالق اور مخلوق میں فرق زمانی بھی پایا جاتا ہے اور فرق مکانی بھی۔ پس اگر ایک چیز کو اپنا خالق آپ سمجھا جائے تو نہ فرق زمانی رہتا ہے اور نہ فرق مکانی۔ حالانکہ زمانہ بھی موجود ہے اور مکان بھی موجود ہے۔ تیسری خرابی یہ ہے کہ یہ مسلّم ہے کہ عدم سے وجود میں آنے میں ایک فعل ترجیح کا پایا جاتا ہے۔ یعنے ہست کو نیست پر ترجیح دی گئی ہے۔ یعنے نیست کو ناپسند کیا گیا ہے اور ہستی کو پسند کیا گیا ہے۔ مثلاً گھر میں کلاک نہیں تھا۔ پھر بازار سے کلاک خرید کر دالان کی دیوار میں لگا دیا گیا۔ یعنے کلاک کا دالان میں نہ ہونا ناپسند کیا گیا اور کلاک کے ہونے کو پسند کیا گیا۔ پس ہونے کو نہ ہونے پر ترجیح دی گئی۔ اب اگر اس فعل ترجیح کا فاعل کلاک کو سمجھا جائے تو کلاک کا یہ دعویٰ جھوٹا ہوگا۔ کیونکہ (بربنائے دعویٔ خود بخود ہونا) ایک طرف تو کلاک یہ کہتا ہے کہ میں دالان میں پہلے بھی موجود تھا اور پھر یہ بھی کہتا ہے کہ میں پہلے دالان میں نہیں تھا اور اب میں اس دالان میں موجود ہوگیا ہوں۔ تو اس کا یہ کہنا صریح طور پر غلط ہے۔ کیونکہ اس کی ان دونوں باتوں میں تناقض ہے۔ وجہ یہ کہ زمانۂ ماضی میں کلاک دالان میں نہیں تھا بلکہ زمانۂ حال میں موجود ہوا ہے جس سے فرق زمانی ظاہر ہے۔ اور چونکہ دالان میں کلاک کی جگہ بھی خالی تھی اور اب اس نے کچھ جگہ بھی گھیر لی ہے اس سے فرق مکانی بھی ظاہر ہے۔ غرض جبکہ کلاک دالان میں موجود ہی نہ تھا نہ زمانی طور پر اور نہ مکانی طور پر تو یہ غلط ہے کہ کلاک نے ہستی کو نیستی پر ترجیح دی۔ بلکہ کلاک کے سوا کسی اور نے ہستی کو نیستی پر ترجیح دی یعنے اس ترجیح کا مرجّح کلاک کے سوا کوئی اور ہے

اور وہ انسان ہے۔ کلاک نہیں۔ (اور انسان کے ہونے کو اس کے نہ ہونے پر ترجیح دینے والا خدا تعالےٰ ہے۔)

دلیل نمبر ۴

لا مذہب فلسفی خود بخود ہونے کے یہ معنے کرتے ہیں کہ مادہ کا مختلف صورتیں اختیار کرنا مادہ کی طبعی خاصیت کی وجہ سے ہے۔ مگر ان کے ایسا کہنے کا مطلب بھی دراصل یہی ہے کہ مادہ سے بنی ہوئی اشیاء کا خالق خود مادہ ہے۔ یا یوں کہو کہ مادہ اپنا خالق آپ ہے۔ اُن کے اس خیال کے غلط ہونے کا ثبوت ذیل میں اس دلیل نمبر ۴ میں بھی اور اگلے نمبروں میں بھی ہے۔

سائنس والوں کے نزدیک یہ مسلّم ہے کہ مادّہ میں عقل اور شعور اور ادراک اور قدرت اور مرضی اور ارادہ اور علم نہیں ہے۔ نہ بالفعل اور نہ بالقُوّہ۔ اور مادّہ سے بنی ہوئی اشیاء میں خاص کر جانداروں میں یہ تمام صفات موجود ہیں۔ پس صاف ثابت ہے کہ یہ تمام صفات مادّہ سے اِن اشیاء میں نہیں آئیں بلکہ مادّہ کے سوا کسی اور ہستی کی طرف سے یہ صفات اِن اشیاء میں آئی ہیں لہذا مادّہ اِن اشیاء کا خالق نہیں ہوسکتا۔ ہاں مندرجۂ بالا تمام صفات خدا تعالےٰ میں ہیں لہذا وہی دُنیا کی تمام اشیاء کا خالق ہے۔ خدا تعالےٰ میں اِن تمام صفات کے ہونے کا ثبوت رسالہ دید ار الٰہی ملا میں دیا جا چکا ہے۔ یہ نمبر ا رسالہ اُردو ریویو آف ریلیجز ۷ جلد ۴ بابت ماہ فروری ۱۹۴۵ء میں چھپ چکا ہے۔

دلیل نمبر ۵

جو چیز مُرکّب ہے اُس کے لئے مُرکّب کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اگر اس کا مُرکّب ہونا خاصۂ ذاتی ہوتا تو انفکاک کے بعد یعنے ٹوٹ جانے کے بعد پھر ویسی ہوجاتی کیونکہ ذات اپنی صفات اور مقتضیات سے علیحدہ نہیں ہوسکتی۔ پس جبکہ

امر واقعہ یہ ہے کہ اگر کسی مُرکّب چیز کو توڑ پھوڑ کر رکھدیا جاسئے تو وہ دوبارہ خودبخود اپنی پہلی شکل اختیار نہیں کرتی تو ثابت ہؤا کہ دُنیا کی چیزیں مادہ کی ذاتی خاصیت کی وجہ سے نہیں بنیں یعنے اِن اشیاء کو مادہ نے نہیں بنایا۔ اور چونکہ یہ اشیاء بنی ہوئی موجود ہیں لہٰذا ان کے بنانے والا مادہ کے سوا کوئی اور ہے کیونکہ بحکم علوم متعارفہ مسلّمہ مصنوع کا بغیر صانع کے ہونا محال ہے۔

دلیل نمبر ۶

لامذہب فلسفیوں کا یہ کہنا کہ طبیعت خالق ہے بالکل خلافِ عقل ہے۔ کیونکہ طبیعت یعنے خاصہ جسے انگریزی میں نیچر کہتے ہیں صفت ہے۔ موصوف یعنے ذات نہیں ہے۔ پس یہ کہنا کہ نیچر نے یوں کیا یا وُوں کیا الفاظ بے معنٰی ہیں۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ نیچر یوں ہے۔ ہونا اور ہے اور کرنا اور ہے۔ غرض موصوف خالق ہو سکتا ہے صفت خالق نہیں ہو سکتی۔

دلیل نمبر ۷

مادہ کی طبیعت اور خاصیت کو خالق سمجھنا غلطی ہے۔ کیونکہ اگر درخت کے مادہ میں بڑھنے کی خاصیت ہے تو وہ کیوں نہیں بڑھتا چلا جاتا۔ ایک خاص حد تک پہنچ کر اُس کا بڑھنا اور پھیلنا کیوں رُک جاتا ہے۔ کون ہے جو اس کی طبیعت پر حکمران ہے۔ سر کے بال ماتھے کی حد تک آکر کیوں رُک جاتے ہیں۔ جلد میں اگر بال پیدا کرنے کی خاصیت ہے تو تمام چہرہ بالوں سے کیوں بھر نہیں جاتا۔ بھنوّیں کمان کی شکل کیوں اختیار کرتی ہیں۔ پلکیں کیوں تیر بنتی ہیں۔ انسان کی آنکھیں بادامی کیوں ہیں۔ اُلّو کی آنکھیں گول کیوں ہیں۔ اگر جوانی کا سبب دَوران خون ہے تو جوانی قائم کیوں نہیں رہتی ختم کیوں ہو جاتی ہے۔ دل میں اگر حرکت کرنے کی خاصیت ہے تو بعض کا ہارٹ فیل کیوں ہو جاتا ہے۔ زمین مغرب سے مشرق کی طرف چکر

لگاتی ہے مشرق سے مغرب کی طرف بھی چکر لگا سکتی تھی۔ اس ترجیح کا مرجح کون ہے؟ اگر کہو کہ یہ بھی مادہ کی خاصیت اور طبیعت ہے کہ درخت کو ایک حد تک بڑھنے اور پھیلنے دے تاکہ تمام سطح زمین صرف درختوں سے ہی نہ بھر جائے اور دوسری چیزوں کے لئے بھی جگہ رہے۔ اور مردوں کی مونچھیں اور داڑھی بنائے اور عورتوں کے رُخسار بالوں سے صاف رکھے تاکہ مرد اور عورت میں تمیز ہو سکے۔ اور عورتوں کو چھاتیاں اس لئے دے تاکہ بچوں کی پرورش ہو سکے۔ اور نسل انسانی کو قائم رکھنے کے لئے مردوں اور عورتوں کے اعضائے تناسل بنائے اور ان کی بناوٹ ایسی رکھے کہ مرد عورت کی زمین میں تخم ریزی کر سکے۔ اور زمین کو اپنی مرضی اور ارادہ سے ستاروں کی کشش اور اُن کی رفتار کا لحاظ کر کے بجائے مشرق سے مغرب کی طرف چکر دینے کے مغرب سے مشرق کی طرف چکر دے تو پھر عقل اور شعور اور علم اور ارادہ اور قدرت اور حکمت کس کا نام ہے؟ اگر مادہ یہ تمام صفات رکھتا ہے تو پھر خدا اور مادہ میں کیا فرق ہوا؟ لیکن چونکہ مسلّم طور پر یہ تمام صفات مادہ میں نہیں لہذا ماننا پڑا کہ یہ تمام صفات مادہ کے سوا کسی اور ہستی کی ہیں جس نے مادہ سے دُنیا کی تمام اشیاء بنائیں۔ مذہب اسلام نے اُس کا نام اللہ بتایا اور لامذہب فلسفیوں نے اُس کا نام طبیعت اور خاصیت رکھ دیا۔ صرف نام کا فرق ہے۔ حالی نے خوب کہا ہے

دہری نے کیا دہر سے تعبیر تجھے ✦ انکار کسی سے بن نہ آیا تیرا

دلیل نمبر ۸

حرکت بغیر محرّک کے نہیں ہو سکتی۔

یہ کہنا کہ حرکت کرنا مادہ کی خاصیت ہے باطل ہے۔ کیونکہ حرکت کے معنے ہیں جگہ بدلنا۔ یعنے ایک مقام کو چھوڑ کر دوسرے مقام میں جانا۔ اور فعل ہے

اور فعل بحکم علوم متعارفہ مسئلہ بغیر فاعل کے نہیں ہو سکتا۔ پس مادہ سے بنی ہوئی کسی چیز کو حرکت دینے کے لئے مادہ کے سوا کسی محرک کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ایک جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ جانا ارادہ کو چاہتا ہے۔ اور یہ معلوم ہے کہ مادہ میں ارادہ اور مرضی نہیں۔ پس مادہ سے بنی ہوئی چیز خود بخود حرکت نہیں کر سکتی۔ اس کے ہلانے کے لئے کسی اور ایسی ہستی کی ضرورت ہے جو زندہ اور صاحب ارادہ اور صاحب قابلیت ہو۔ اور حقیقی زندہ اور صاحب ارادہ قدرت خدا تعالےٰ ہے۔ انسان اور دوسرے جاندار غیر حقیقی زندہ ہیں۔

دلیل نمبر ۹
نمو مادہ کی صفت نہیں۔

اگر پیدائش یعنے نمو مادہ کی خاصیت ہے تو یہ خاصیت ہمیشہ رہنی چاہیئے لیکن صورتِ حال اس کے برخلاف ہے۔ کیونکہ ایک چیز ایک حد تک نمو پا کر پھر فنا ہو جاتی ہے۔ اگر کہو کہ فنا ہونا بھی مادہ کی خاصیت ہے تو پھر سرے سے پیدائش اور نمو بھی نہیں ہونی چاہیئے۔ لیکن یہ بھی واقعہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ چیزیں پیدا بھی ہوتی ہیں اور فنا بھی ہو جاتی ہیں۔ اگر کہو کہ مادہ میں یہ دونوں خاصیتیں ہیں کہ کچھ مدت کسی چیز کی نمو کر کے پھر اس کو فنا کر دے تو مادہ میں ارادہ اور قدرت اور علم اور اختیار وغیرہ کا ہونا ثابت ہؤا۔ لیکن سائنس مادہ میں یہ صفات نہیں مانتی مگر چونکہ دنیا میں یہ صفات اپنا کام کر رہی ہیں لہذا ثابت ہؤا کہ اِن صفات کا موصوف مادہ کے سوا کوئی اور ہستی ہے۔ اُسی کا نام خدا ہے جو مادہ کو نمو دیتا ہے۔

پھر دوسرا یہ سوال ہے کہ پیدائش فنا سے پہلے کیوں ہوتی ہے۔ پیدائش کو فنا پر ترجیح دینے والا کون ہے؟ اس کا جواب یہی ہے کہ خود مادہ تو مرجح نہیں۔ کیونکہ مادہ کو نہ علم ہے نہ شعور۔ پس یقیناً اِس ترجیح کا مرجح مادہ کے سوا کوئی اور ہے

جو اپنی مرضی اور ارادہ اور اختیار سے پہلے مادّہ سے اشیاء بناتا ہے۔ پھر ایک مقررہ وقت کے بعد اپنی مرضی اور ارادہ سے اُنہیں فنا کر دیتا ہے۔ اُسی کا نام خدا ہے۔

دلیل نمبر۱۰

ترتیب سے مُرتّب کا ثبوت

سڑک پر چلتے چلتے اگر ہم کچھ پیسے بکھرے پڑے ہوئے دیکھیں تو خیال آئے گا کہ جیب میں سوراخ تھا۔ لیکن اگر سولہ سولہ پیسے ایک دائرہ کی شکل میں رکھے ہوں تو ہرگز خیال نہیں آئے گا کہ جیب میں سوراخ تھا۔ بلکہ یہ خیال آئے گا کہ کسی نے دانستہ اور ارادتاً ایسا کیا ہے۔ کیونکہ ان میں ترتیب پائی جاتی ہے۔ پس اِس جہان کی ترتیب کو دیکھ کر سوائے اِس کے اور کوئی خیال نہیں آسکتا کہ کسی نے اِسکو بنایا ہے۔ یہ خود بخود نہیں بنا۔

دلیل نمبر۱۱

انسان اِس بات کا اقراری ہے کہ اُس کی پیدائش کا وقت اور پیدائش کا مقام اور اس کی عمر کی کمی بیشی اور اس کے جسم کی بناوٹ اس کے اختیار میں نہیں پس یہ تمام باتیں جس کے اختیار میں ہیں وہی خدا ہے۔

دلیل نمبر۱۲

غیر محدود یا قدیم ہونے کا خیال لامذہب فلسفیوں نے مذہب سے چُرایا ہے۔ کیونکہ غیر محدود یا قدیم ہونے کا خیال انسان کے دماغ میں آہی نہیں سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کا ظاہر اور باطن محدود ہے۔ پس غیر محدود اور قدیم ہونے کی طرف انسان کی توجہ جا ہی نہیں سکتی۔ لیکن جب مذہب کی طرف سے آواز ان فلسفیوں کے کان میں پڑی کہ ایک ہستی ایسی ہے جو قدیم ہے اور غیر محدود اور غیر مخلوق ہے تو ان

فلسفیوں نے مذہبی مخالفت کی وجہ سے مادہ اور ایتھر کو قدیم اور غیر محدود کہنا شروع کر دیا۔

مذہب کے ساتھ اِن فلسفیوں کی مخالفت کے اسباب حسب ذیل ہیں۔ (۱) تکبر اور خود پسند ہونا۔ (۲) انبیاءؑ کو اپنا ہم جنس سمجھنا اور اپنے سے علم میں کم جاننا حالانکہ انبیاءؑ کو خدا تعالےٰ سکھاتا ہے۔ (۳) دُنیا کے لوگوں کی نظر میں بڑا اور معزز ہونے کی خواہش رکھنا۔ (۴) دُنیا کی لذات اور عیش و عشرت کا طالب ہونے کی وجہ سے خالی الذہن ہو کر انبیاءؑ کی باتوں پر غور نہ کرنا۔ (۵) دُنیا کو مقصود اور مطلوب بنانے کی وجہ سے موت کو بھلا دینا۔

دلیل نمبر ۱۳

لامذہب فلسفیوں سے سوال ہے کہ اگر ایتھر قدیم اور غیر محدود ہے تو اُس کی یہ دونوں صفات دُنیا کی اشیاء میں کیوں نہیں آئیں۔ اور پھر دُنیا کی اشیاء میں جو صفات ہیں وہ ایتھر میں کیوں نہیں؟ اِن فلسفیوں کے نزدیک ایتھر مع اپنی حرکت کے قدیم ہے اور حیوانات اور نباتات کا وجود بعد کو ہُوا ہے۔ اور بوجہ غیر محدود ہونے کے ایتھر کی کوئی شکل نہ تھی۔ تو پھر ان سے سوال ہے کہ موجودات یعنے دنیا کی اشیاء میں صورتیں اور شکلیں کہاں سے آگئیں۔ پھر جب ایتھر نے بے شمار شکلیں اختیار کیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ شکلیں بدلتی رہتی ہیں یعنے پہلی شکل زائل ہو جاتی ہے تو ثابت ہُوا کہ ایتھر قدیم نہیں کیونکہ جو متغیر ہو وہ قدیم نہیں ہو سکتا۔ پھر اگر ایتھر قدیم ہے تو موجودات کا بھی قدیم ہونا ضروری ہے لیکن دُنیا کی ہر ایک شئے متغیر ہے۔ لہذا موجودات یعنے دُنیا قدیم نہیں۔ لامذہب سائنس والے کہتے ہیں کہ موجودات کا وجود بعد کو ہُوا ہے۔ پس اگر ایتھر قدیم ہے اور اس میں شعور اور علم اور ارادہ اور قدرت اور اختیار وغیرہ بھی نہیں تو اُسے موجودات کی شکل میں کس نے بدل دیا؟

لامحالہ انہیں مذہب کی پیش کردہ ہستی یعنے خدا تعالےٰ کو ماننا پڑے گا جس نے ایتھر کو پیدا کیا اور پھر ایتھر سے دوسری چیزیں بنائیں اور انہیں شکل وصورت دی۔

ایک طرف تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ دُنیا کی اشیاء کی پیدائش کی اصل جڑ مادہ یا ایتھر اور اس کی حرکت ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ ایتھر یا مادہ میں عقل اور ارادہ اور ادراک اور اختیار اور نمو نہیں پس اُن سے سوال ہے کہ اگر دُنیا کی اشیاء کی جڑ ایتھر اور اس کی حرکت ہے تو موجودات یعنے دُنیا کی اشیاء میں عقل اور شکل اور ارادہ اور نمو اور ادراک اور اختیار کہاں سے آگیا؟

دلیل نمبر ۱۴

بعض لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ خدا تعالےٰ ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتا اسلئے اس کے ہونے پر کس طرح یقین کیا جائے۔ اس کا مفصل جواب تو رسالہ دیدار الٰہی نمبرا مندرجہ ریویو آف ریلیجنز اردو ۱۹۴۷ء جلد ۴۴ مؤرخہ ماہ فروری ۱۹۴۵ء کے صفحہ ۱۹ پیرگراف نمبر ۲ میں دیا گیا ہے لیکن مختصر طور پر یہ ہے کہ اگر خدا تعالےٰ ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتا تو دُنیا کی بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتیں لیکن ان کے ہونے پر لوگوں کو یقین ہے۔ مثلاً ہوا۔ آواز۔ درد۔ لذت۔ اور منجملہ انکے انسان بھی ہے جو ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتا۔ لیکن اُس کے ہونے پر یقین کیا جاتا ہے۔ اِس بات کا ثبوت کہ انسان ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتا یہ ہے کہ انسان کا جسم انسان نہیں بلکہ انسان اپنے جسم کے اندر ایک پوشیدہ اور نامعلوم الکنہ شے ہے۔ اُس کا جسم جو بہت سے اعضا کا مجموعہ ہے ایک آلہ اور مشین ہے جس سے وہ کام لیتا ہے اور کلام کرتا ہے۔ یہی کام اور کلام انسان کے پہچاننے کا ذریعہ ہے۔ اگر کام اور کلام نہ ہو تو محض جسم کو انسان نہیں کہہ سکتے۔ اگر موم اور لکڑی اور لوہے اور رنگ و روغن سے بنا

ہوا ایک ہو بہو انسانی جسم ہو تو وہ ہرگز انسان نہیں کہلا سکتا۔ انسان کا دیکھنا۔ سُننا۔ سونگھنا۔ چکھنا۔ چھونا۔ بولنا اور کام کرنا بذریعہ جسمانی اعضاء کے ہوتا ہے۔ یعنے دیکھنا آنکھوں کے ذریعہ سے۔ سُننا کانوں کے ذریعہ سے۔ سونگھنا ناک کے ذریعہ سے۔ چکھنا زبان کے ذریعہ سے۔ چھونا جلد کے ذریعہ سے۔ بولنا زبان اور حلق اور ہونٹوں کے ذریعہ سے۔ اور کام کرنا ہاتھوں کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ پس انسان کے ہونے پر یقین اُس کے جسمانی اعضاء کے قول اور فعل کے ذریعہ سے ہوتا ہے محض جسمانی اعضاء کو دیکھنے سے انسان کے ہونے پر ہرگز یقین نہیں ہوتا۔ مثلاً ایک پھیری والا آواز دیتا جا رہا ہے کہ ریشمی کپڑا لے لو۔ عطر لے لو۔ تو اُسے ایک پردہ کے پیچھے سے آواز آتی ہے کہ سبز رنگ کا ریشمی کپڑا اور کیوڑے کا عطر دے جاؤ۔ پھیری والا آواز سُنتا ہے اور پردہ کی دراڑ سے یہ دونوں چیزیں پکڑا دیتا ہے۔ قیمت پر گفتگو ہونے کے بعد پھیری والا قیمت لے کر چلا جاتا ہے۔ اب اگرچہ پھیری والے نے پردہ کے اندر کے شخص کی نہ تو آنکھوں کو دیکھا ہے اور نہ اُس کی ناک کو دیکھا ہے اور نہ اسکے ہونٹوں کو دیکھا ہے اور نہ اُس کے ہاتھوں کو دیکھا ہے اور نہ اُس کے کانوں کو دیکھا ہے۔ لیکن اُسے یقین ہے کہ اِس پردہ کے اندر کوئی ایسی ہستی ضرور ہے جو دیکھتی بھی ہے اور سُنتی بھی ہے اور سونگھتی بھی ہے اور چھُو کر معلوم بھی کر سکتی ہے اور پکڑ بھی سکتی ہے اور عقل اور سمجھ اور ارادہ اور مرضی بھی رکھتی ہے۔ کیونکہ اُس پس پردہ ہستی نے کپڑے کو دیکھ کر ہی معلوم کیا ہے کہ یہ سبز رنگ کا ہے۔ اور چھُو کر ہی معلوم کیا ہے کہ یہ ریشمی ہے۔ سُوتی یا اُونی نہیں۔ اور سونگھ کر ہی معلوم کیا ہے کہ یہ عطر کیوڑے کا ہے گلاب کا نہیں۔ تبھی تو اُس نے دام دیئے ہیں۔ اگر اُس کی مرضی اور فرمائش کے خلاف یہ دونوں چیزیں ہوتیں تو نہ خریدتا۔ غرض پھیری والے نے خریدار کے جسم کو نہیں دیکھا کیونکہ دونوں کے درمیان پردہ حائل تھا۔ پھیری والے نے خریدار کے

صرف قول اور فعل سے خریدار کو پہچانا ہے یعنے اُس نے خریدار کے اعضا کو نہیں دیکھا بلکہ خریدار کے اعضا کو صرف کام کرتے دیکھا ہے اور اعضا کے صرف کام سے اُسے خریدار کے انسان ہونے کا یقین ہوا ہے۔ پھیری والے نے خریدار کی آنکھوں کو نہیں دیکھا مگر قوتِ بینائی کو کام کرتے دیکھا ہے۔ اُس نے خریدار کی ناک کو نہیں دیکھا مگر قوتِ شامّہ کو کام کرتے دیکھا ہے۔ اُس نے خریدار کے ہاتھوں کو نہیں دیکھا مگر ہاتھوں کے فعل یعنے چھونے کی اور پکڑنے کی صفت کو کام کرتے دیکھا ہے۔ غرض ایک انسان کے انسان ہونے پر یقین کرنے کے لئے صرف اس کی صفات کو کام کرتے ہوئے دیکھنا کافی ہے۔ گو اس کے کام کرنے والے جسمانی اعضا نظر نہ آئیں۔

یہی صورت خدا تعالےٰ کے متعلق ہے یعنے گو خدا تعالےٰ کا جسم اور اُس کے جسمانی اعضا ہمیں ظاہری آنکھوں سے نظر نہ آئیں لیکن اِن اعضا کے کام ہمیں نظر آ رہے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے ہونے پر یقین کرنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ جس طرح اُوپر کی مثال میں پھیری والے کو خریدار کے انسان ہونے پر یقین کرنے کے لئے خریدار کے اعضا کے صرف افعال یعنے کاموں کو دیکھنا کافی تھا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے ہونے پر یقین کرنے کے لیئے صرف اس کے کاموں کو دیکھنا کافی ہے۔ غرض انسان کے کاموں کے علاوہ جو کام ہمیں دُنیا میں نظر آ رہے ہیں اُنہیں دیکھکر ہمیں یقین ہو جانا چاہیئے کہ انسان کے علاوہ ایک عظیم اور غیر محدود اور کامل علم والی اور کامل قدرت والی اور کام کرنے والی ہستی موجود ہے کیونکہ وہ کام غیر محدود اور عظیم الشان ہیں۔ اور ان سے کامل علم اور کامل قدرت ظاہر ہوتی ہے۔ اِسی ہستی کو مذہب اسلام نے پیش کیا ہے جسے خدا کہتے ہیں۔

واضح ہو کہ انسان کا جسم اور اس کے اعضا کام کرنے کیلئے صرف ایک مشین ہے جس کے ذریعہ سے انسان کام کرتا ہے۔ اسی طرح یہ مادی جہان مع اپنی اشیاء کے

خدا تعالیٰ کے لئے بمنزلہ جسم اور مشین کے ہے جس کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کام کرتا ہے۔ (ملاحظہ ہو توضیح مرام صفحہ ۳۰ و ۳۱ تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)
غرض جسم اور صاحبِ جسم دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ جسم کام کرنے کے لئے محض ذریعہ اور واسطہ اور سبب ہے جو ظاہری آنکھوں سے نظر آتا ہے لیکن صاحبِ جسم ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتا۔ نہ خدا۔ نہ انسان۔ اگر جسم نہ ہو تو صفات کا یعنے کاموں کا ظہور ناممکن ہے۔ خدا تعالیٰ نے جب اپنے آپ کو ظاہر کرنا چاہا تو سب سے پہلے اُس نے مادّہ کو پیدا کیا۔ پھر مادّہ کے ذریعہ سے اُس نے طرح طرح کے کام کر کے اپنے آپکو یعنے اپنی صفات کو ظاہر کیا۔ دراصل صفات کا دیکھنا ہی ذات کا دیکھنا ہے۔ صفات سے ہی ذات بنتی ہے۔ اگر صفات نہ ہوں تو ذات کا کوئی علم نہیں ہو سکتا۔ صفات کا دیکھنا ہی یقین کا ذریعہ ہے۔ اور کوئی صورت یقین کے حاصل ہونے کی نہیں۔ جس قدر صفات کا زیادہ علم ہوگا اسی قدر ایمان اور یقین بھی زیادہ ہوگا۔ یاد رہے کہ جسم اور صاحبِ جسم کو ایک ہی چیز سمجھنا غلطی ہے بلکہ جیسا کہ اُوپر بتایا گیا جسم اور صاحبِ جسم بالکل دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ ایک دلیل اس پر یہ ہے کہ شروع پیدائش سے ہی انسان کے جسم کا ہر ذرّہ ہر آن جسم سے الگ ہوتا رہتا ہے اور اُس کی جگہ دوسرا ذرّہ آجاتا ہے یعنے انسان کا جسم تبدیل ہوتا رہتا ہے جس سے ثابت ہوا کہ جسم اور صاحبِ جسم ایک چیز نہیں۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ مرنے پر انسان کا موجودہ جسم اسی دُنیا میں رہ جاتا ہے اور دوسرے جہان میں اُسے دوسرا جسم ملتا ہے۔ جس کی مثال خواب ہے خواب میں موجودہ جسم چارپائی پر پڑا ہوتا ہے اور سونے والا ایک دوسرے جسم کے ساتھ عالمِ خواب کی سیر کرتا ہے۔

دلیل نمبر ۱۵

اِلقا خدا تعالیٰ کے ہونے پر بڑی بھاری دلیل ہے

قوتِ حافظہ کی حقیقت کو انسان نہیں جان سکتا۔ اس لئے اِس کا دوسرا نام

ایجادوں کے ہونے کی نسبت اُس نے تیرہ سو برس پہلے فرمادیا تھا کہ:۔ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَھَا۔ یعنے ایک زمانہ ایسا آئے گا (یہ اِذَا کے معنے ہیں جو اس سے پہلی آیت کے شروع میں ہے۔) جس میں بکثرت زمینی ایجادیں ہوں گی۔ لوہا اور دوسری معدنیات کا زمین سے نکلنا ایجادوں کے لئے ضروری ہے۔ ایک انگریز اپنی کتاب میں توریت کی ایک پیشگوئی لکھتا ہے جو یہ ہے:۔ "وہ مٹی سے تیل نکالے گا"

اس دلیل نمبر ۱۵ مندرجہ بالا کے متعلق قرآن شریف کی یہ آیت ہے:۔ فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَتَقْوٰھَا۔ انبیاء کے الہام جن میں پیشگوئی ہوتی ہے وہ تمام دلائل سے بڑھ کر خدا تعالےٰ کے ہونے پر دلیل ہیں۔ کیونکہ آئندہ کی صحیح خبر صرف خدا تعالےٰ ہی دے سکتا ہے۔

دلیل نمبر ۱۶

واضح ہو کہ جانداروں کی فطرت بھی خدا تعالےٰ کے ہونے پر ایک دلیل ہے چنانچہ طوطا۔ مینا۔ بندر۔ گھوڑا ہاتھی وغیرہ اور انسان کو اگر کچھ سکھایا جائے تو وہ سیکھ جاتے ہیں۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ سیکھنا جانداروں کی فطرت میں ودیعت ہے۔ اس کے علاوہ جاندار بہت سی باتیں سیکھے سکھائے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ بیا اپنا گھر بغیر کسی کے سکھائے آپ بناتا ہے اور اس میں اپنی ضرورت کی تمام چیزیں بھی تیار کرتا ہے۔ شہد کی مکھی گھر بنانے کے علاوہ موم اور شہد بھی مہیا کرتی ہے۔ ابابیل اپنا گھر مٹی سے بناتا ہے۔ ممولا درخت پر اپنا گھر پتوں کو موڑ کر اور ٹانکے دیکر بناتا ہے۔ چڑیاں اپنا گھر تنکوں سے بناتی ہیں۔ آدمی کا بچہ ماں کی چھاتی کو چوسنا بغیر سکھائے جانتا ہے۔ اُس کا مُسکرانا بھی بغیر کسی کے سکھائے ہے۔ چونکہ اُوپر ثابت کیا گیا ہے کہ سیکھنا جانداروں کی فطرت میں ودیعت ہے لہذا ان کا بہت کچھ سیکھے سکھائے پیدا ہونا بھی خود بخود نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ضرور اُن کا ایک مُعلّم ہے جو انہیں پیدا ہوتے

سے پہلے بہت کچھ سکھا دیتا ہے لیکن یہ معلم سوائے جانداروں کے خالق کے اور کوئی نہیں ہو سکتا جس نے اُن کی بناوٹ میں سیکھنے کی فطرت رکھدی۔ یہ وہی خالق اور معلم ہے جس کا نام خدا ہے۔

ہستی باری تعالیٰ کے دلائل پیش کرنے کی وجہ

اِس مضمون میں ہستی باری تعالیٰ کے دلائل پیش کرنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ لوگ مذہب اسلام کو قبول کر کے خدا تعالیٰ کیساتھ تعلق قائم کریں۔ کیونکہ مذہب اسلام کے سوا اور کسی مذہب نے خدا تعالیٰ کیساتھ تعلق قائم کرنیکا طریقہ نہیں بتایا اور خدا تعالیٰ کیساتھ تعلق قائم کرنیکی وجہ وجہ یہ ہے کہ انسان کا ہر ایک دُکھ اور سُکھ خدا تعالیٰ کیساتھ وابستہ ہے۔ خدا تعالیٰ کے بغیر انسان دُکھ سے ہرگز محفوظ نہیں رہ سکتا اور نہ اُسے کوئی آرام اور راحت مل سکتی ہے۔ پس انسان کو چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کیساتھ تعلق پیدا کرے جس کے ہونے کے دلائل اِس مضمون میں اور رسالہ دیدار الٰہی نمبر ا میں جو ماہ فروری ۱۹۴۵ء کے ریویو آف ریلیجنز اُردو قادیان میں چھپ چکا ہے دیدیئے گئے ہیں۔ ورنہ اُسکا حال ویسا ہی ہوگا جیسے اُس بچے کا ہوتا ہے جسے اپنی ماں کا پتہ نہ ہو۔ غیر مومن فلسفیوں کی مثال اُس بچے کی سی ہے جسکی ماں نہ ہو۔ اور مومن کی مثال اُس بچے کی سی ہے جسکی ماں ہر وقت اُس کے پاس ہو۔ چنانچہ خدا تعالےٰ قرآن شریف میں مومنوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے:۔ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ۔ یعنے جس جگہ بھی اور جہاں کہیں بھی تم ہو خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ غرض مومن کا تعلق خدا تعالیٰ کیساتھ ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ اُس کا حافظ و ناصر ہوتا ہے۔ اس لئے وہ نہایت مطمئن اور خوش ہوتا ہے لیکن غیر مومن بالکل غیر مطمئن اور حیران و پریشان ہوتا ہے کیونکہ اُس کی ماں اُس کے پاس نہیں یعنے اس کا کوئی حافظ و ناصر نہیں۔ لیکن مومن کہتا ہے خدا دارم چہ غم دارم +

گولڈ کوسٹ (مغربی افریقہ) میں تبلیغِ اسلام

(از جناب الحاج مولنا نذیر احمد صاحب مبشر فاضل سیالکوٹی)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمانوں کی ترقی کا ایک نہایت ہی اعلیٰ اور سنہری اصل سورۃ آل عمران کی آیت وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥ میں بیان فرمایا ہے۔ اِس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو توجہ دلائی ہے کہ اُن کی ترقی اور کامیابی کا راز تبلیغ و اشاعتِ اسلام میں ہے۔ چنانچہ قرونِ اُولیٰ کے مسلمانوں نے اِس اصل پر عمل پیرا ہو کر بڑی بڑی ترقیات حاصل کیں لیکن جب اِس اہم کام میں کوتاہی کی گئی اور اُمت کی توجہ اس سے ہٹ کر دُنیا کی طرف پھر گئی تو مسلمانوں میں دینی اور دنیوی ہر دو قسم کی کمزوری شروع ہو گئی، اور وہ اس حالت کو پہنچ گئے جس میں وہ آج ہیں۔

تبلیغ سے قوم کو تین قسم کے فوائد حاصل ہوتے ہیں (۱) اصلاحِ نفوس (۲) قومی بیداری (۳) دوسری اقوام کو اپنے اندر جذب کرنا۔ اور یہ بدیہی بات ہے کہ مذکورہ بالا تینوں امور ایسے ہیں، جن سے کسی قوم کی ترقی وابستہ ہے۔

جب اُمتِ مسلمہ انتہائی طور پر کمزور ہو گئی، تو اللہ تعالیٰ کی رحمت نے جوش مارا اور اُس نے مسلمانوں میں پھر سے وہی پُرانا جذبۂ اشاعتِ اسلام پیدا کرنے کے لئے حضرت

الحاج مولانا نذیر احمد صاحب مبشر سیالکوٹی
مجاہد گولڈ کوسٹ جو بارہ سال تک
مغربی افریقہ میں فرائض تبلیغ سرانجام دیکر
۷ جنوری ۱۹۴۷ء کو دارالامان میں واپس
تشریف لائے ہیں

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے دوبارہ اِس سنہری اصل کو قائم کیا اور اپنی تمام زندگی اِس مبارک کام کو سرانجام دینے کے لئے صرف کی نیز ایسی جماعت تیار کی، جس کا کام دن رات تبلیغِ دین اور اعلائے کلمۃ اللہ ہے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی اب کسی تعارف کی محتاج نہیں ہیں، بلکہ ساری دُنیا اُن سے آشنا اور روشناس ہے۔

اسلام کا پیغام چونکہ بلا امتیاز رنگ ونسل اور قوم و وطن تمام بنی نوع انسان کے لئے ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ نے دُنیا کے تمام کناروں میں اسلام کا جان بخش پیغام پہنچانے اور سب قوموں اور نسلوں کو اس کے مقدس دائرہ میں آنے کی دعوت کا انتظام کیا۔ منجملہ ان کے مغربی افریقہ کے حبشی قبائل بھی ہیں، جن میں سیدنا حضرت امیرالمؤمنین المصلح الموعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے سب سے پہلے ۱۹۲۱ء میں تبلیغی مہم جاری فرمائی۔ اور جس میں گذشتہ گیارہ سال تک حضور ایدہ اللہ کے حکم سے مجھے بھی اپنی حیثیت کے مطابق کام کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اس سعادت پر میں خدا تعالےٰ کا جتنا بھی شکر کروں کم ہے۔

مغربی افریقہ میں خدا تعالےٰ کے فضل سے ہمارا کام دن بدن بہت وسیع ہوتا جا رہا ہے۔ سارے مُلک میں ہمارے کئی تبلیغی مراکز قائم ہیں۔ جن میں سے ایک یعنی گولڈ کوسٹ کے علاقہ کا میں مبلغ انچارج رہا ہوں۔ اِس مختصر مضمون میں مَیں انشاء اللہ وہاں کے کسی قدر تبلیغی کوائف بیان کروں گا۔ لیکن اِس سے قبل یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کچھ مُلکی حالات کا بھی تذکرہ کروں تا اصل مضمون کو سمجھنے میں ذرا آسانی رہے۔

اِس مُلک کی آب وہوا زیادہ تر گرم مرطوب اور خطرناک مُضرِ صحت ہے۔ گورنمنٹ کے تمام یورپین آفیسر صرف اٹھارہ ماہ وہاں کام کرتے ہیں، اور ہر ڈیڑھ سال کے بعد انہیں انگلینڈ آب وہوا کی تبدیلی کے لئے چھ ماہ کی رخصت دیکر بھیجا جاتا ہے۔ اسکی

آب و ہوا کی خرابی کی وجہ سے اُسے سفید آدمی کا مقبرہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔
مچھروں کی کثرت کی وجہ سے ملیریا، سیاہ اور زرد بخار کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔
مؤخر الذکر دونوں قسم کے بخار سفید آدمی کے لئے بہت ہی مہلک ثابت ہوتے ہیں۔ عموماً
مریض ایک دو حد تین دن کے اندر اندر ہلاک ہو جاتا ہے۔ آثار نمودار ہونے پر فوراً ڈاکٹر
کے ساتھ مشورہ کر کے علاج کرنا ضروری ہے ورنہ ہلاکت یقینی ہے۔ غیر مُلکی باشندوں کو
پانی کو فلٹر کر کے پینا پڑتا ہے۔ بغیر فلٹر کئے پینا بہت ہی خطرناک ہے۔

مُلکی اور پولیٹیکل تقسیم کے لحاظ سے گولڈ کوسٹ کو چار بڑے بڑے حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے
(۱) گولڈ کوسٹ کالونی (۲) اشانٹی (۳) شمالی سرحد اور (۴) برطانوی ٹوگولینڈ۔ اِس کا کُل
رقبہ ۹۱۰۴۵ مربع میل ہے۔

گولڈ کوسٹ کی پیداوار کنا، شکر قندی، سنگترہ، کیلا، چاول، مونگ پھلی، جوار،
باجرہ، مکّی اور کوکو ہے۔ مؤخر الذکر پر اہلِ مُلک کے گذارہ کا زیادہ تر انحصار ہے، بلکہ اِس کو مُلکی
ثروت کا واحد ذریعہ تصوّر کیا جاتا ہے۔

اِس مُلک کے باشندے سیاہ فام ہیں۔ ان میں مہمان نوازی کی ایک اچھی صفت
پائی جاتی ہے۔ اگرچہ وہ حبشی ہیں لیکن دوسرے حبشیوں کی طرح وہ بدشکل نہیں ہیں۔ عموماً
نہایت ہی ذہین ہیں۔ ان میں سے کئی انگلینڈ وغیرہ یورپین ممالک اور امریکہ میں حصولِ
تعلیم کے لئے جاتے ہیں۔ مُلک میں تقریباً تمام کے تمام بیرسٹرو ہیں کے باشندے ہیں۔
بعض مجسٹریٹ اور ڈاکٹر بھی ہیں۔ اکثر تعلیم یافتہ طبقہ یورپین لباس پہنتا ہے۔ مسلمان زیادہ تر
لمبا چُغہ یا قمیص زیب تن کرتے ہیں۔ دیہاتی زمیندار عموماً ایک بڑی چادر میں سر سے ٹخنوں تک
ملبوس رہتے ہیں۔

گولڈ کوسٹ میں زیادہ تر بسنے والی اقوام مندرجہ ذیل ہیں:- (۱) فینٹی (۲) اشانٹی
(۳) آکرا نز (۴) ڈاگومبہ (۵) آونہ (۶) واالا (۷) ہاؤسہ۔

اس مُلک کی آبادی قریباً ساڑھے تین ملین یعنی ۳۵ لاکھ ہے جن میں سے دو لاکھ مسلمان و باقی عیسائی اور مشرک ہیں۔ مسیحیوں کے مختلف فرقے نہایت ہی تندہی سے مشرکوں کو عیسائی بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پہلے ہی اُن کے سینکڑوں مدارس پائے جاتے تھے۔ لیکن پچھلے دو سال سے وہ ہر گاؤں میں سکول کھولنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان سکولوں میں پڑھنے والے لامحالہ عیسائی ہوں گے۔ گولڈ کوسٹ میں تعلیم دن بدن ترقی پر ہے۔ ابتدائی سکولوں کے علاوہ مُلک میں دس کے قریب ثانوی مدارس اور دو گورنمنٹ کالج ہیں۔

گولڈ کوسٹ کے ایک گاؤں اکرافل کے ایک شخص مسمی یوسف یارک جو عارضی طور پر منکسیم میں رہائش رکھتے تھے۔ انہوں نے ایک دن خواب میں دیکھا کہ انہیں کوئی سفید آدمی نماز پڑھا رہا ہے۔ دوسرے دن وہ اکرافل پہنچے اور چیف مہدی ساکن اکرافل کو خواب سے اطلاع دی۔ چیف مہدی نے انہیں جواباً بتایا کہ تین چار دن ہوئے اُس نے بھی اسی قسم کا خواب دیکھا تھا۔ یوسف یارک نے اپنا خواب اپنے دوسرے دوست عبدالرحمٰن پیڈرو کو بھی سالٹ پانڈ جا کر بتایا۔ خواب سُننے کے بعد اُس نے احمدیہ مشن لنڈن کا پتہ لگا کر وہاں خط لکھا۔ اور بعد منظوری سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز الحاج مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر ۱۹۲۱ء میں بطور مبلغ گولڈ کوسٹ میں بمقام سالٹ پانڈ اُترے۔ جناب مولوی صاحب کے پہنچنے پر دو جلسے ایک بمقام اکرافل اور دوسرا بمقام سرالا منعقد ہوئے۔ مولوی صاحب کی جدو جہد اور تبلیغی کوشش سے فینٹی قوم کے کچھ لوگ احمدیت میں داخل ہو گئے۔ نیّر صاحب تبلیغ کے سلسلہ میں کماسی اور اور آکرا بھی پہنچے۔ آکرا جو مُلک کا دار الخلافہ ہے وہاں کے مسلمانوں میں آپس میں کوئی اختلاف تھا۔ اس جھگڑے کی بناء پر گورنمنٹ نے وہاں کی جامع مسجد کو بند کر دیا تھا۔ مولوی صاحب موصوف کی کوششوں سے گورنمنٹ نے اس مسجد کو کھول دیا۔ مولوی صاحب تھوڑا عرصہ گولڈ کوسٹ قیام کرنے کے بعد لیگوس یعنی مُلک نائیجیریا کے دار الخلافہ میں پہنچے اور وہاں بھی پیغام اسلام و احمدیت پہنچایا۔ ۱۹۲۲ء میں الحاج مولوی فضل الرحمٰن صاحب حکیم

کو مرکز کی طرف سے مغربی افریقہ کے لئے مبلّغ بنا کر بھیجا گیا۔ اُن کے پہنچنے کے تھوڑا ہی عرصہ بعد مولانا نیّرؔ مغربی افریقہ سے واپس تشریف لے آئے۔ الحاج مولوی فضل الرحمٰن صاحب حکیم نے نہایت ہی محنت اور جانفشانی سے کام کیا۔ جماعت کو نہایت اعلیٰ طور پر منظم کیا۔ سالٹ پانڈ سکول کا اجراء کیا۔ گومو آگونہ اور اشانٹی قوم کے لوگوں کو احمدیت میں داخل کیا۔ گورنمنٹ کے حکام سے رسوخ پیدا کر کے جماعت کے وقار کو قائم کیا اور سالٹ پانڈ سکول کو گورنمنٹ سے سو فیصدی گرانٹ دلوائی۔ محترم حکیم صاحب ۱۹۲۹ء تک مغربی افریقہ کے مبلّغ انچارج رہے۔ یہاں تک کہ ۱۹۲۹ء میں برادرم الحاج مولوی نذیر احمدؐ صاحب علی وہاں پہنچے۔ اور مولوی فضل الرحمٰن صاحب حکیم نے مولوی صاحب موصوف کو چارج دیا۔ مولوی نذیر احمد صاحب علی نے اپنی پوری طاقت اور کوشش اعلائے کلمۃ اللہ میں صرف کی۔ بہت سے نئے مدارس کھولے۔ ملکی اخبارات میں تبلیغی مضامین لکھے۔ اور کئی لوگوں نے آپ کے ذریعہ سے اسلام قبول کیا۔ ۱۹۲۳ء میں دوبارہ جناب الحاج حکیم فضل الرحمٰن صاحب کو واپس بھیجا گیا۔ مولوی نذیر احمدؐ صاحب علی ان کو چارج دیتے ہی عازم ہندوستان ہوئے۔

جناب مولوی نذیر احمدؐ صاحب علی قادیان رخصت پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ انہوں نے ۱۹۳۵ء کے اخیر میں بوساطت نظارۃ دعوۃ وتبلیغ "الفضل" میں اعلان شائع کرایا، کہ انہیں جماعت احمدیہ گولڈ کوسٹ کے لئے ایک مولوی فاضل کی خدمات درکار ہیں، جو انہیں دینیات، قرآن مجید اور عربی وغیرہ پڑھائے اور افریقی باشندوں کو بطور مبلّغ تیار کرے۔ اعلان میں یہ بھی درج تھا کہ ایسے شخص کے اخراجاتِ رہائش کا تمام بوجھ گولڈ کوسٹ مشن پر ہوگا۔ میں اُسوقت مولوی فاضل کا امتحان پاس کر چکا تھا۔ یہ اعلان پڑھتے ہی میں نے اپنے تئیں اس خدمت کے لئے پیش کر دیا۔ جب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے سامنے میرا نام پیش ہوا، تو حضور نے ازراہِ نوازش مجھے خدمتِ دین کے لئے پسند فرماتے ہوئے میرا نام منظور فرمایا، جو میرے لئے انتہائی خوشی اور مسرت کا موجب ہوا۔ کیونکہ زمانہ تعلیم ہی سے

ہر احمدی نوجوان کی طرح میرے دل میں یہ ولولہ اور خواہش تھی کہ خدا تعالےٰ مجھے خدمتِ اسلام کی توفیق عطا فرمائے۔ سو اُس نے محض اپنے فضل اور کرم سے مجھے یہ موقعہ مہیا فرما دیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

فروری ۱۹۳۶ء کے پہلے ہفتہ میں ہم چھ مبلغین اسلام مختلف اطراف عالم میں پیغام حق پہنچانے کے لئے قادیان سے روانہ ہوئے۔ قادیان سے روانگی کے وقت کا نظارہ عجیب تھا۔ ایک طرف دل اِس بات پر خوش تھا کہ خدمتِ اسلام کی خواہش پُوری ہونے کے سامان پیدا ہو گئے ہیں۔ دوسری طرف ذمّہ داری کا احساس تھا۔ ہم میں سے ہر ایک اپنی ہیچمدانی اور ہیچمیرزی کا خدا کے سامنے اقرار کرتے ہوئے اُسی سے تائید اسلام کے لئے ہر قسم کی طاقت اور علم کی دولت عطا کئے جانے کی دُعا کر رہا تھا۔ ہمارا قافلہ حسبِ ذیل مبلغین پر مشتمل تھا:۔ مولنا جلال الدین صاحب شمس لنڈن کے لئے، مولوی عبدالواحد صاحب فاضل سماٹری اور ملک عزیز احمد صاحب انڈونیشیا کے لئے، ملک محمد شریف صاحب حال مقیم اٹلی سپین کے لئے، اور خاکسار اور مولوی نذیر احمد صاحب علی مغربی افریقہ کیلئے۔ مولنا شمس صاحب، مولوی نذیر احمد صاحب علی اور خاکسار کولمبو سے ایک جاپانی جہاز پر سوار ہوئے۔ مولوی نذیر احمد صاحب علی حج کی نیت سے عدن اُتر پڑے، لیکن مولنا شمس صاحب اور خاکسار مصر اور فلسطین جانے کے لئے پورٹ سعید اُترے۔ سید حمید خورشید ایک نہایت مخلص احمدی پہلے ہی سے ہمارے استقبال کے لئے جماعت قاہرہ کی طرف سے بندرگاہ پر موجود تھے۔ اُن کی معیت میں پورٹ سعید سے قاہرہ پہنچے۔ جماعت نے نہایت ہی تپاک سے ہمارا خیر مقدم کیا۔ پندرہ دن تک ہم نے وہاں قیام کیا۔ اِس عرصہ میں شمس صاحب وہاں کی جماعت کی تعلیم و تربیت میں مشغول رہے۔ اور پھر ہم فلسطین روانہ ہوئے۔ جماعت احمدیہ کبابیر نے حیفا سٹیشن پر ہمارا استقبال کیا۔ یہاں بھی پندرہ یوم تک رہے۔ جناب مولوی محمد سلیم صاحب فاضل ان دنوں میں فلسطین کے

مبلغ انچارج تھے۔ کبابیر جماعت نے ہمیں ایڈریس پیش کیا۔ فلسطین سے واپسی پر ہم پورٹ سعید سے ایک دوسرے جاپانی جہاز میں سوار ہوئے، جس میں جناب مولوی نذیر احمد صاحب علی حج کے بعد سوار ہوئے تھے۔ چند دنوں کے بعد ہم فرانس کی بندرگاہ مارسیلز پہنچے۔ وہاں سے شمس صاحب تو انگلینڈ روانہ ہو گئے، اور ہم دونوں مغربی افریقہ کی طرف جانے والے جہاز کی انتظار میں بارہ دن تک مقیم رہے۔ اور پھر روانہ ہوئے ۲۳ اپریل ۱۹۳۶ء کو گولڈ کوسٹ کی بندرگاہ آکرہ پر اُترے۔ دوسرے دن سالٹ پانڈ کو جو علاقہ گولڈ کوسٹ میں ہمارا تبلیغی مرکز ہے روانہ ہوئے۔ مختلف علاقوں سے کثیر تعداد میں احبابِ جماعت ہمارے استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔ بعد مصافحہ سالٹ پانڈ کے احمدیہ سکول کی گراؤنڈ میں سب دوست جمع ہوئے۔ جناب مولوی صاحب نے انگریزی میں اور خاکسار نے عربی میں لیکچر دیا۔ چند دنوں کے قیام کے بعد ہم کماسی علاقہ اشانٹی کے دورہ پر گئے۔ وہاں سے واپسی پر جناب مولوی صاحب تو جماعت اور سکول کی تنظیم و تبلیغ کے کام میں لگ گئے، اور مجھے حسبِ ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ تربیتِ جماعت، درسِ قرآن مجید اور مبلغین کلاس کو پڑھانے پر لگا دیا۔ پہلے پہل تو مجھے بہت سی دقتیں پیش آئیں، لیکن کچھ عرصہ کے بعد کام میں آسانی پیدا ہو گئی۔

جیسا کہ اُوپر ذکر آ چکا ہے، خاکسار کے اخراجاتِ رہائش گولڈ کوسٹ مشن کے ذمہ تھے۔ لیکن وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ جماعت گولڈ کوسٹ میرے معمولی اخراجات بھی برداشت کرنے کے قابل نہ تھی۔ اس لئے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اس ہدایت اور نصیحت کی بناء پر جو حضور نے چلتی دفعہ ارشاد فرمائی تھی کہ میں تجارت کی طرف بھی توجہ کروں، مَیں نے مفوضہ کاموں کے علاوہ سامانِ کھیل کی تجارت کا کام بھی شروع کر دیا۔ برادرم مولوی نذیر احمد صاحب علی بھی میرے ساتھ شریک تھے۔ اگرچہ کام کی ذمہ واری مجھ پر تھی لیکن مولوی صاحب ہر طرح میری مدد فرماتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے تجارت میں ایسی برکت

دی کہ میرے گذارہ کی صورت نکل آئی۔ مشترکہ تجارت سے میرے گذارہ کے لئے ایک رقم مقرر کی گئی۔ جس میں نہایت ہی کفایت اور تنگی سے خرچ پورا ہوتا۔ اِس تجارت میں میرا کوئی زیادہ وقت ضائع نہیں ہوتا تھا۔ صرف عصر سے مغرب تک کا وقت دار التبلیغ کے ایک حصہ میں بیٹھ کر تجارتی خط وکتابت اور اشیاء کی فروخت پر صرف کیا کرتا تھا گاہک عموماً خود بخود وہیں پہنچ جایا کرتے تھے۔

سنہ ۱۹۳۶ء کے آخیر میں ہمارے سالٹ پانڈ سکول کے ایک ٹیچر فوت ہو گئے۔ اُن کی وفات کی وجہ سے سنہ ۱۹۳۷ء کے شروع سے لے کر اکتوبر تک مبلغین کلاس کے علاوہ خاکسار دینیات اور قرآن مجید پڑھانے کے لئے سکول میں بھی تین چار گھنٹے وقت دیتا رہا۔ فروری سنہ ۱۹۳۷ء میں احمدیہ مشن ہاؤس گولڈ کوسٹ کی افتتاحیہ رسم ادا کی گئی۔ جو کہ بہت ہی کامیاب ثابت ہوئی۔ سینکڑوں احمدی دُور و نزدیک دیہات سے تشریف فرما تھے۔ عیسائی دوست بھی مدعو تھے۔ جناب مولوی نذیر احمدؐ صاحب علی اور خاکسار نے حسبِ موقع تقاریر کیں۔ اِس سال بہت سے افریقن احمدیوں نے پیدل چل کر تبلیغ کرنے کے لئے نام پیش کئے۔ تھوڑے عرصہ کے اندر اسّی کے قریب اشخاص احمدیت میں شامل ہوئے۔

جناب مولوی نذیر احمدؐ صاحب علی اکتوبر سنہ ۱۹۳۷ء کو مجھے مشن کا چارج دیکر سیرالیون تشریف لے گئے۔ جاتے وقت مولوی صاحب موصوف کو مشترکہ تجارت سے ساٹھ پونڈ ضمانت برائے داخلہ اور پانچ پونڈ کرایہ جہاز دیئے گئے۔ اور بعد میں بھی کچھ رقوم وقتاً فوقتاً حسبِ ضرورت بھیجی گئیں۔

جناب مولوی صاحب کے جانے کی وجہ سے مجھ پر بہت سا بوجھ پڑ گیا۔ ایکطرف تو میں انگریزی میں بہت ہی کمزور تھا۔ دوسری طرف تجارت، مبلغین کلاس کے پڑھانے اور تربیتِ جماعت کے علاوہ سکولوں کی مینجری، تبلیغی دَوروں اور روزانہ خط وکتابت کی ذمہ داری مجھ پر پڑ گئی۔

جناب مولوی صاحب کے سیرالیون جانے کے ایک ماہ بعد کوکو کا موسم شروع ہونیوالا تھا۔ جب وقت آیا، یورپین کمپنیوں نے جو کوکو خرید اکرتی تھیں آپس میں سمجھوتہ کرلیا کہ وہ کوکو کی فصل نہ خریدیں، اور اگر خریدیں تو بہت ہی کم قیمت پر۔ اِس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ کوکو کی خرید و فروخت ملک میں بالکل ہی بند ہوگئی۔ اور گولڈ کوسٹ میں کوکو پر ہی ملک کی ثروت کا دار و مدار ہے۔ چونکہ ہماری جماعت کے اصحاب بالعموم زمیندار ہیں اس لئے جماعتی چندہ پر اس کا بہت ہی بُرا اثر پڑا۔ دن رات دماغ تفکرات سے پھٹتا تھا۔ اور جماعت میں چندوں کے لئے بہت سی دَوڑ دھوپ کرنی پڑتی تھی۔ بسا اوقات راتوں کو نیند نہیں آتی تھی۔ کوکو کی یہ حالت ۱۹۳۸ء کے اخیر تک رہی۔

۱۹۳۸ء کے دَوران میں دو مشہور عالموں سے مجھے وفاتِ مسیح ناصریؑ کے مسئلہ پر عربی میں مناظرہ کرنا پڑا۔ اس سال پرنس آف ویلز کالج سے ہمارے ایک نوجوان ٹیچر ٹریننگ کا کورس ختم کرکے آئے۔ اُنہیں آتے ہی سالٹ پانڈ سکول میں لگایا گیا۔

جون ۱۹۳۹ء میں مجھے یہ اطلاع پہنچی کہ ایک حاجی مکّہ معظمہ سے آکر گولڈ کوسٹ کے ایک گاؤں بنام صراحہ میں مقیم ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مہدی وغیرہ کوئی ظاہر نہیں ہؤا نیز احمدیوں کو بہت تنگ کیا جاتا تھا۔ مَیں وہاں پہنچا۔ حاجی مذکور سے مَیں نے گفتگو کرنی چاہی لیکن وہ اِس طرف بالکل نہ آیا۔ بالآخر وہ کہنے لگا کہ آپ آمدِ مسیح و مہدی پر لیکچر دیں۔ اگر مجھے ضرورت ہوئی تو سوال پُوچھ لوں گا۔ اِس پر خاکسار نے علاماتِ ظہور مہدی اور وفاتِ مسیح ناصریؑ وغیرہ مسائل پر لیکچر دیا۔ نفسِ مضمون پر تو اُس نے کوئی اعتراض نہ کیا لیکن اُس نے اور ایک اَور غیر احمدی مُلاّں نے غیر متعلق باتیں کرکے شور ڈالوا دیا۔ گاؤں کے چیف نے بوجہ خوفِ فساد جلسہ بند کر دیا۔ دوسرے دن علی الصبح مَیں سالٹ پانڈ روانہ ہؤا۔ دو تین دن کے بعد مجھے اطلاع ملی کہ غیر احمدی اپنی وطنی رسم کے مطابق اپنے سروں پر سفید لٹھے کی دھجیاں باندھ کر نقارہ پر کھڑے ہوکر ایک جھنڈا نصب کرکے خوشیاں

منا رہے ہیں، کہ انہوں نے احمدیوں کو فتح کر لیا، اور اس مضمون کا گیت گا رہے ہیں کہ مہدی ابھی تک ظاہر نہیں ہوا۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ زلزلہ نہیں آیا۔ چونکہ ارد گرد کی جماعتوں پر ان کے جھوٹے پروپیگنڈے کا بُرا اثر پڑ رہا تھا، اس لئے اس علاقہ میں مختلف مقامات پر جلسے منعقد کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیاں متعلقہ زلازل بیان کی گئیں۔ اور جو مصائب زلزلہ کی وجہ سے بنی نوع انسان پر مختلف ممالک پر آئے اُن کا بھی ذکر کیا گیا۔ پھر مَیں نے معترضین کو مخاطب کر کے یہ بھی کہا کہ آپ لوگ اتنے بیباک نہ ہوں، عین ممکن ہے، کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے گولڈ کوسٹ میں بھی زلزلہ بھیجدے۔ اور ملکوں نے تو زلازل کا مزا چکھ لیا ہے، اب گولڈ کوسٹ کی باری آنے والی ہے۔ ان جلسوں کے ختم کرنے کے بعد مَیں ایک اور گاؤں میں پہنچا۔ جہاں صبح کو مجھے لیکچر دینا تھا۔ رات کو آٹھ بجے کے قریب نہایت ہی شدید زلزلہ آیا۔ گولڈ کوسٹ کے دارالخلافہ میں بہت سی پختہ سیمنٹ کی عمارتیں کچھ تو پھٹ گئیں اور کچھ بالکل تباہ ہو گئیں۔ اس کے علاوہ اس کے دوسرے بڑے بڑے شہروں اور دیہات میں بھی بہت سا نقصان ہوا۔ جب مَیں تیسرے دن سالٹ پانڈ واپس گیا۔ تو سُنا کہ سڑکوں پر عیسائی اور مشرکوں کو دو تاروں پر یہ گاتے دیکھا گیا کہ احمدی سچے ہیں، اور مہدی ظاہر ہو چکا ہے، اور زلزلہ بھی آچکا ہے۔ مَیں نے سالٹ پانڈ پہنچکر ایک اشتہار بزبان عربی فوراً اس زلزلہ کے متعلق شائع کیا۔ اس زندہ نشان کا اس قدر اثر ہوا کہ ایک ڈیڑھ ماہ کے اندر ایک سو اسّی اشخاص نے احمدیت قبول کی۔

اسی سال دوسری عالمگیر جنگ شروع ہو گئی۔ اور مشکلات کا پہلے سے بھی زیادہ سامنا کرنا پڑا۔ یکم مارچ ۱۹۴۰ء کی رات کو مَیں نے خواب میں دیکھا، کہ ایک سیاہ سانپ میرے بیت الخلاء کے پاٹ پر بیٹھا ہوا ہے، جس کا مُنہ میرے پیشاب کی طرف ہے۔ آیندہ صبح بعد نماز فجر مَیں مبلغین کلاس کو بچوں کے سکول کے ایک کمرہ میں بیٹھ کر قرآن مجید پڑھا

رہا تھا کہ مَیں نے طلباء کو اپنا خواب بتایا، اور ساتھ ہی یہ بھی ذکر کیا، کہ اس کی تعبیر یہ ہے، کہ مجھ پر یا جماعت پر کوئی مصیبت آنیوالی ہے جو کسی دشمن احمدیت کی پیدا کردہ ہوگی مَیں ابھی بات ختم بھی نہ کر پایا تھا، کہ ایک طالب علم نے جو باہر دیکھ رہا تھا مجھ سے مخاطب ہوکر کہا کہ آپ کا خواب پورا ہوگیا۔ جب مَیں نے مُڑ کر دیکھا تو دو درجن کے قریب پولیس کے سپاہی ہمارے مشن ہاؤس کا محاصرہ کر رہے تھے۔ اور مَیں نے دیکھا کہ خفیہ پولیس کا ایک سپاہی میری طرف ایک کاغذ لئے بڑھا آرہا ہے۔ مَیں نے کاغذ پڑھا تو وہ میرے خلاف تلاشی کا وارنٹ تھا۔ جرم میرے خلاف یہ تھا کہ میری خط و کتابت جرمنی کے ساتھ ہے اور یہ کہ میرے پاس بارُود وغیرہ موجود ہے۔ مَیں نے اُسے کہا کہ آپ مشن ہاؤس کی تلاشی لیکر اپنے شُبہ کا ازالہ کرلیں۔ انہوں نے تلاشی لی یہاں تک کہ فائلوں اور کتابوں کا ایک ایک ورق چھان مارا، لیکن کوئی قابلِ اعتراض چیز نہ ملی۔ جب سپاہی تلاشی لے چکے تو سپرنٹنڈنٹ پولیس خود آیا، اور اُس نے دوبارہ تلاشی لی، لیکن اللہ تعالےٰ کے فضل سے وہ کوئی الزام ثابت نہ کرسکا، اور سخت شرمندہ ہُوا۔ آخر میں مَیں نے سپرنٹنڈنٹ پولیس سے کہا کہ ایک تبلیغی جماعت ہونے کی وجہ سے ہمارے دشمن بہت ہیں۔ جو آپ کو ہمارے متعلق غلط رپورٹیں پہنچاتے رہتے ہیں۔ اُس نے اعتراف کیا کہ بہت سے لوگ رپورٹیں پہنچایا کرتے تھے، اس لیئے اُسے تلاشی لینی پڑی۔ خدا کی قدرت ایک نزدیک کے گاؤں سے اُسے یہ اطلاع موصول ہوئی تھی کہ ایک شخص شراب بنا کر خُفیہ طور پر بیچتا ہے۔ وہ ہمارے دار التبلیغ سے فارغ ہوکر فوراً وہاں پہنچا۔ موقع پر پہنچکر اُس نے شراب کا پتہ لگایا، اور بوتل اپنے ہاتھ میں لی۔ مُجرم نے شراب کی بوتل اُس کے ہاتھ میں توڑ دی۔ شیشے کے ٹوٹنے سے اس کے ہاتھ کو کاری زخم لگا۔ اور اُسی وقت اُسے ہسپتال بھیجا گیا۔ عیسائی پبلک نے یہ دیکھ کر کہا کہ احمدیوں کو تکلیف دینا اچھی بات نہیں۔ چونکہ یہ ان کی تلاشی کے لئے گیا تھا، اس لئے اسے یہ سزا ملی۔ یکے بعد دیگرے اس پر کچھ اور مصائب بھی آئے، جن کی بناء پر اُس کی بیوی

اُسے یہی کہتی رہتی تھی کہ جب سے تم احمدیہ مشن ہاؤس کی تلاشی کے لئے گئے ہو تم پر مصائب نازل ہو رہے ہیں۔

تلاشی کے دوسرے دن میں نے مجلس عاملہ کو کہا کہ اس حرکت کے خلاف کوئی قدم اُٹھانا چاہیئے۔ چنانچہ ایک احمدی وفد نے کمشنر سنٹرل پراونس سے ملاقات کی۔ اُس نے ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مجھے کسی بات کا بھی علم نہیں۔ مجھ سے دریافت کیا کہ وارنٹ پر کس کے دستخط تھے۔ میں نے کہا میں نے توجہ نہیں کی تھی۔ ممکن ہے کہ ڈسٹرکٹ کمشنر کے ہوں۔ کیونکہ مجسٹریٹ دو دن سے سالٹ پانڈ میں تھا۔ (ڈسٹرکٹ کمشنر کا میں نے اس لئے ذکر کیا کہ وہ رومن کیتھلک تھا اور ہمارے خلاف تھا) بعد ازاں بعض ذرائع سے معلوم ہوا کہ یہ سپرنٹنڈنٹ اور ڈسٹرکٹ کمشنر کا کام تھا۔ کمشنر نے ڈسٹرکٹ کمشنر کو ڈانٹا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ ڈسٹرکٹ کمشنر اپنے عہدہ سے معزول کیا گیا۔ اس کے بعد پھر بحال ہوا بعد ازاں اُسے بلیک واٹر بخار ہو گیا اور دو دن کے اندر اندر ہی ہلاک ہو گیا۔

لیکن سپرنٹنڈنٹ نے بعد میں دوستانہ تعلقات قائم کر لئے۔ اسی سال اکرافل سینئر سکول کا دوبارہ اجراء کیا گیا، اور کورمانٹا اور اکرافل انفنٹ جونیئر سکولز کی گرانٹ میں اضافہ ہو گیا۔ جماعت وا (Wa) جو شمالی علاقہ میں واقع ہے، گولڈ کوسٹ کی جماعتہائے احمدیہ میں سے مخلص ترین جماعت ہے۔ ایک شخص معلم صالح مولوی نذیر احمد صاحب علی کے ذریعہ احمدی ہوا۔ جب اس کے احمدی ہونے کا پتہ اُس کے گاؤں کے غیر احمدیوں کو لگا تو انہوں نے اُسے ہر چند تکالیف دیں۔ اس کے قتل کرنے کے مشورے کئے۔ بلکہ ایک دن ایک جمِ غفیر نے اُس کے مکان پر حملہ کر دیا۔ اُس وقت وہ قرآن مجید اپنے گھر میں بیٹھ کر پڑھ رہا تھا۔ ایک شخص نے تلوار سے اُس پر وار کیا۔ معلم صالح صاحب کو خدا تعالیٰ نے معجزانہ طور پر بچایا لیکن قرآن مجید کٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ گورنمنٹ کے افسروں نے معلم صالح صاحب کو ہدایت دی کہ کچھ دنوں کیلئے سالٹ پانڈ چلے جائیں۔ ان دنوں جناب مولوی فضل الرحمٰن صاحب

نائیجیریا اور گولڈکوسٹ دونوں جگہوں کے انچارج تھے اور نائیجیریا کے صدر مقام لیگوس میں مقیم تھے۔ وہاں سے جناب مولوی صاحب موصوف نے گورنمنٹ کے افسروں کے ساتھ خط و کتابت کی، تو انہیں اپنے وطن (Wa) جانے کی اجازت ملی۔ یہ واقعہ ۱۹۳۶ء سے پہلے کا ہے۔ دوبارہ پھر ۱۹۴۰ء میں غیر احمدیوں نے امن پسند احمدیوں پر حملہ کر دیا۔ معلم صالح صاحب نے مجھے تار دیا۔ اس پر خاکسار نے ایک تار ڈپٹی کمشنر وا، اور ایک تار چیف کمشنر شمالی علاقہ کے نام ارسال کیا۔ انہوں نے امن قائم کیا لیکن گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ تمام احمدیوں کو شمالی علاقہ میں سے نکال دیا جائے۔ اس فیصلہ کا علم جب ایک مُسلم جج مصطفےٰ خورد نامی کو ہوا جو سائپرس کے رہنے والے تھے، اور گولڈکوسٹ میں جج مقرر ہوئے تھے، اور ہمارے زیرِ تبلیغ تھے، تو انہوں نے گورنمنٹ کو مشورہ دیا کہ اِس قسم کا قدم اُٹھانا گورنمنٹ کے لئے مناسب نہیں۔ گورنمنٹ نے اپنے پہلے فیصلہ کو تبدیل کر دیا اور Colonial سیکرٹری نے بذریعہ ڈی سی ساٹ پانڈ تحریر کیا کہ گورنر صاحب کی رائے ہے کہ احمدیوں کو واکی بستی سے نکال کر ایک دو میل پر بسایا جائے، لیکن بعد میں خاکسار نے کوشش کر کے اس فیصلہ کو بھی منسوخ کرا لیا۔

علاقہ وا (Wa) میں احمدیہ جماعت کی مصیبت کا بڑا باعث دو ڈسٹرکٹ کمشنر تھے جو بالا افسروں تک احمدیوں کے متعلق غلط حالات پہنچاتے رہتے تھے، اور ہمارے مخالفین کی پیٹھ ٹھونکا کرتے تھے۔ وہ دونوں یکے بعد دیگرے بیمار پڑ گئے۔ کچھ عرصہ ہسپتال میں رہے۔ بالآخر ڈاکٹر نے اُن کے متعلق گورنمنٹ کو لکھا کہ ان کی صحت اِس قدر خراب ہے کہ یہ آئندہ گولڈکوسٹ میں کام کرنے کے قابل نہیں ہیں، اس لئے انہیں ہمیشہ کے لئے رخصت کر دیا جائے۔ گورنمنٹ نے ڈاکٹر کے مشورہ پر عمل کیا اور انہیں واپس انگلینڈ بھیج دیا۔ اب اِس علاقہ کی جماعت کو پہلے کی طرح مصائب کا نشانہ نہیں بنایا جاتا۔ ورنہ اِس سے قبل زمانہ میں احمدیوں کو پیٹا جاتا اور گھروں سے باہر نکالا جاتا اور قید میں بند کر دیا جاتا تھا۔ غرض

طرح طرح کی اذیتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

۱۹۴۷ء کے ابتدائی ایام میں کماسی علاقہ اشانٹی احمدیہ سکول کی عمارت پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی۔ اس کی افتتاحیہ رسم ادا کی گئی۔ شاہ اشانٹی کو مدعو کیا گیا تھا لیکن وہ بوجہ ناسازئ طبع تشریف نہ لا سکے۔ انہوں نے اپنے نمائندہ کو بھیجا۔ حاضرین کی تعداد کثیر تھی۔ خاکسار نے ایک لمبی تقریر "اسلام اور تعلیم" کے موضوع پر کی لیکچر کے اختتام پر شاہِ اشانٹی کے نمائندہ نے افتتاحیہ رسم ادا کی۔

اگرچہ ۴۰-۱۹۳۹ء کی کوکو کی فصل گورنمنٹ نے کسانوں سے خریدنی شروع کر دی۔ لیکن قیمت کُل ۵ شلنگ فی پونڈ تھی، جو بہت تھوڑی تھی۔ اس لئے جماعت پر نہایت ہی تنگی کا زمانہ آگیا۔ مَیں نے تجارت سے قریباً دو صد پونڈ جماعتی کاموں پر صرف کر دیا۔ اِس رقم کے نکل جانے اور جنگ کی وجہ سے اشیاء دستیاب نہ ہونے کے باعث تجارت رُک گئی، اور مجھ پر اتنی تنگی آئی، کہ بعض دفعہ ایک ایک دو دو ہفتہ تک صرف نمک مرچ سے روٹی کھا کر گذارہ کرنا پڑا۔ برادرم مولوی نذیر احمد صاحب علی کو جب سیرالیون میں اس کا علم ہوُا تو انہوں نے اپنے الاؤنس میں سے (جو دس پونڈ ماہوار اُن کو ملتا تھا) نصف مجھے بھجوانے کا انتظام کر دیا۔ جزاہ اللہ خیراً۔

تنگئ خرچ کی وجہ سے سالہا سال تک مجھے ایک وقت ایک پودے کی جڑوں پر جس کا نام کسا وا ہے گذارہ کرنا پڑا۔ اس کے ساتھ زیادہ گوشت یا مچھلی کا استعمال نہایت ہی لازمی ہے۔ ورنہ اس سے جلدی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں لیکن مجھے مچھلی اور گوشت میسر نہ تھا۔ چنانچہ مجھ پر بھی ایک دفعہ ایک قسم کی خارش کا حملہ ہوُا جس کی وجہ سے مجھ پر دو ماہ تک نیند حرام ہو گئی تھی۔

جون ۱۹۴۳ء میں سالٹ پانڈ کے تعلیم یافتہ عیسائی طبقہ کو احمدیہ سکول سالٹ پانڈ کی گراؤنڈ میں جلسہ کر کے مدعو کیا گیا۔ خاکسار نے "عالمگیر مذہب اسلام ہے یا عیسائیت"

کے موضوع پر تقریر کی۔ تقریر کے اختتام پر اعتراضات کے لئے وقت دیا گیا۔ لیکن نفسِ مضمون پر کوئی بھی اعتراض نہ کر سکا۔ صرف بعض اشخاص نے چند سوالات پوچھے جن کے تسلی بخش جواب دیئے گئے۔ یہ صرف ایک ہی موقع نہ تھا، اور بھی کئی مواقع پر عیسائیوں میں تبلیغ کی تقاریب پیدا کی جاتی رہیں۔ اور ان کے خاطر خواہ نتائج نکلتے رہے۔ عیسائی مشنری ہماری جماعت کو مغربی افریقہ میں اپنا حریف سمجھتے ہیں۔ اور احمدی مبلغین کا مقابلہ کرنے سے حتی الوسع احتراز کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ عیسائیت کے مقابلہ میں ہم اسلام کو جس رنگ میں پیش کر کے اس کی فضیلت ثابت کرتے ہیں اُس کا وہ جواب نہیں دے سکتے۔

گولڈکوسٹ میں کام کی کثرت زیادہ مبلغین کی متقاضی تھی، اس لئے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اکتوبر ۱۹۴۵ء، مارچ ۱۹۴۶ء اور جولائی ۱۹۴۶ء میں یکے بعد دیگرے ملک احسان اللہ صاحب، مولوی عبدالخالق صاحب فاضل اور مولوی بشارت احمد صاحب نسیم امروہی فاضل کو گولڈکوسٹ روانہ فرمایا۔ جو وہاں پہنچکر اپنے مفوضہ فرائض پُوری تندہی اور محنت سے سرانجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی کوششوں کو بارآور فرمائے، اور انہیں اسلام و احمدیت کی خدمت کے بیش از بیش مواقع عطا فرمائے۔ آمین

جماعت احمدیہ گولڈکوسٹ کے چندہ دہندگان مرد و عورتوں کی تعداد قریباً ساڑھے سات ہزار ہے۔ یہاں پندرہ افریقن اور تین ہندوستانی مبلغ کام کر رہے ہیں۔ گولڈکوسٹ کا مرکز جہاں امیر اور مشنری انچارج رہتا ہے سالٹ پانڈ ہے اس کے علاوہ ایک سب مرکز کماسی اور ایک وا میں ہے۔

گولڈکوسٹ میں ہمارے مبلغین ہر جگہ عیسائیوں سے نبرد آزما رہتے ہیں۔ اسلام

پر عیسائی مشنریوں کے اعتراضات کے قرار واقعی جواب دیئے جاتے ہیں، اور مخالفینِ اسلام پر ہر رنگ میں اتمامِ حجت کی جاتی ہے۔ ہمارے مبلغین کھلی ہوا میں لیکچر دیتے ہیں۔ اور دوسرے مذاہب کے لوگوں کو سوالات کا موقع دیا جاتا ہے۔ عیسائی مدّت اب وہاں عموماً پبلک لیکچر نہیں دیتے۔ وجہ یہ کہ ہمارے مبلغین ہر وقت اُن کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ ہمارے دلائل کا عیسائیت پر بڑا رُعب ہے۔ ایک دفعہ پرنس آف ویلز کالج میں ایک تقریب کے موقع پر ایک بیرسٹر انگلش چرچ مشن کے بشپ کے ساتھ احمدیت کے دلائل کے وزنی ہونے کا ذکر کر رہا تھا، تو رومن کیتھلک بشپ نے کہا کہ ہم اس جماعت سے لاپرواہ نہیں ہیں۔ ان کے خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے ہم حفاظتی تدابیر اختیار کر رہے ہیں۔

تقریری تبلیغ کے علاوہ تبلیغ بذریعہ خط و کتابت بھی کی جاتی ہے۔ لوگوں کے پیشکردہ سوالات و استفسارات کے جوابات تحریر کئے جاتے ہیں۔ نیز ٹریکٹ، اشتہارات اور پمفلٹ بھی بکثرت شائع کئے جاتے ہیں۔ جن میں اسلام پر اعتراضات کے جوابات دیئے جاتے ہیں، اور اسلام کو تمام ادیان سے افضل ثابت کیا جاتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر یورپین مخالفین کی نکتہ چینیوں کا رد بھی لکھا جاتا ہے۔ اور اسلامی تعلیمات کی فوقیت اور برتری ثابت کی جاتی ہے۔ مندرجہ ذیل لٹریچر خاص طور پر قابلِ ذکر ہے:۔

(۱) عالمگیر مذہب اسلام ہے یا عیسائیت۔ (۲) کیا یسوع مسیح خدا یا خدا کے بیٹے تھے؟ (۳) کیا مسیح صلیب پر فوت ہوئے؟ (۴) ابطالِ کفارہ۔ وغیرہ۔

تحریری تبلیغ کی اہمیت کے پیشِ نظر چار سو پونڈ خرچ کر کے ایک پریس بھی خرید لیا گیا ہے۔ تا اس کی مدد سے ہم زیادہ سے زیادہ اسلامی لٹریچر شائع کر سکیں۔

صرف گولڈ کوسٹ میں ہمارے انفنٹ جونیئر، سینیئر اور دیہاتی ۶ یک سکول قریباً

۱۳ ہیں۔ ان میں ۳۲ اساتذہ کام کر رہے ہیں۔ گورنمنٹ سے منظور شدہ سکولوں میں انگریزی حساب اور دوسرے مضامین کے علاوہ عربی اور دینیات کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ مبلغ انچارج اور امیر کی زیرِ نگرانی مبلغین کلاس بھی کھولی گئی ہے جس میں اسلام اور احمدیت کے مسائل کی تعلیم دی جاتی ہے' اور مقامی باشندوں کو بطور مبلغ تیار کیا جاتا ہے۔ تربیتِ جماعت کے لئے مختلف مقامات پر تربیتی لیکچر دیئے جاتے ہیں۔ قرآن مجید' حدیث شریف اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درس بھی دیئے جاتے ہیں۔

میرے زمانۂ قیام میں بائیس ۲۲ کے قریب افریقن مبلغ تیار کئے گئے جن کو قرآن مجید کا مکمل ترجمہ مع تفسیر پڑھایا گیا۔ نیز حدیث شریف' عربی صرف و نحو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عربی کتب پڑھائی گئیں' اور اسلامی مسائل سکھائے گئے۔

گولڈکوسٹ کے علاوہ (جو انگریزوں کے ماتحت ہے) دو ملحقہ فرانسیسی علاقوں میں بھی بفضلِ خدا ہماری جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔ اور وہاں بھی ہمارا تبلیغی کام جاری ہو گیا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک

باوجود قادیان سے دُور ہونے کے افریقن احمدیوں میں قربانی کا بہت اعلیٰ نمونہ پایا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض نے اپنی جائیداد کے ⅓ حصہ تک کی وصیت کی ہوئی ہے۔ چندہ عام کے علاوہ قادیان سے جو تحریکیں وقتاً فوقتاً جاری ہوتی ہیں اُن میں بھی خوب حصہ لیتے رہتے ہیں۔ چنانچہ بعض چندہ تحریک جدید بھی ادا کرتے ہیں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور حضور کے بھیجے ہوئے ہندوستانی مبلغین سے اُن کی محبت کا کسی قدر ثبوت اس بات سے ملتا ہے کہ گولڈکوسٹ سے

واپسی کے وقت جب میں نے آخری تقریر کی، تو بہتوں کی چیخیں نکل گئیں، اور وہ زار زار رونے لگے۔ اور باوجود تنگی کے انہوں نے قریباً ۵۵ پونڈ مجھے بطور نذرانہ دیئے، جو دارالامان پہنچتے ہی میں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور پیش کر دیئے، جسے حضور نے گولڈ کوسٹ مشن کے ریزرو فنڈ میں جمع کروا دیا۔

جماعت احمدیہ گولڈ کوسٹ کا تمام کام ایک نہایت ہی اعلیٰ نظام کے ماتحت چلایا جاتا ہے۔ ہندوستانی ہیڈ مبلغ امیر اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا نائب ہے۔ اس کے ساتھ ایک مجلس عاملہ قائم ہے۔ جو پریذیڈنٹ، جنرل سیکرٹری، سیکرٹری تبلیغ، سیکرٹری تعلیم و تربیت، سیکرٹری مال، سیکرٹری امور عامہ اور سیکرٹری اشانٹی سیکشن پر مشتمل ہے۔ تمام سیکرٹریان اور پریذیڈنٹ امیر یا مشنری انچارج کی ہدایات کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ اگر انہیں کام چلانے میں کوئی دقت پیش آ جائے تو امیر سے استصواب رائے کر لیتے ہیں۔ باہمی جماعتی جھگڑے بھی اس مجلس عاملہ کے ذریعہ سے طے ہوتے ہیں۔ ہر ایک سرکٹ میں ایک چیف رئیس ہوتا ہے۔ اس کے ماتحت کئی لوکل رؤسا ہوتے ہیں۔ اگر کسی لوکل جماعت میں کوئی جھگڑا نمودار ہو، تو پہلے مقامی رئیس امام الصلوٰۃ اور دیگر مقامی اکابر کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ اگر وہ فیصلہ کرنے میں ناکام رہیں، تو پھر اُسے سرکٹ افریقن مشنری اور چیف رئیس کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اگر افریقنوں میں سے کوئی اُن کے فیصلے سے مطمئن نہ ہو، تو اُس کی اپیل سالٹ پانڈ میں جو گولڈ کوسٹ میں جماعت احمدیہ کا مرکز ہے بھیجی جاتی ہے۔ وہاں سیکرٹری تعلیم و تربیت اور سیکرٹری امور عامہ مل کر اس کا حل سوچتے ہیں۔ اگر ان دونوں کے لئے فیصلہ کرنا مشکل ہو، تو پھر وہ دوسرے ممبروں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیتے ہیں۔ اگر کوئی مجلس عاملہ کے فیصلہ پر بھی راضی نہ ہو تو امیر

یا مشنری انچارج کے پاس اپیل کر سکتا ہے۔

ہمارے سکول کیا بلحاظ ضروری سامان اور کیا بلحاظ نتائج کے عیسائی مشنوں کے سکولوں سے کسی طرح بھی کم نہیں ہیں۔ ایک بار انسپکٹر آف سکولز نے ایک پیرا مونٹ چیف کو جبکہ وہ ہمارے ایک سکول کے متعلق پبلک میں بُرے خیالات پھیلا رہا تھا، مخاطب کر کے کہا کہ باوجود اس کے کہ احمدیہ جماعت یہاں ایک نئی جماعت ہے، اور ان کی تعلیمی کوششوں پر ابھی زیادہ زمانہ نہیں گذرا، لیکن ان کے سکول میتھوڈسٹ اور رومن کیتھولک مشنوں کے سکولوں سے کسی لحاظ سے بھی کم نہیں ہیں۔

مستقبل قریب میں انشاء اللہ بعض عوائق کے دُور ہونے کے بعد گرلز سکول جاری کر دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے پیش نظر ایک بڑا تجارتی اور زراعتی پروگرام بھی ہے۔ قریبی عرصہ میں ایک مبلغ مولوی صالح محمدؐ صاحب فاضل کو تجارت کے لئے بھیجا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے گولڈ کوسٹ میں ایک ہائی سکول جاری کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالے کا یہ بھی منشاء مبارک ہے کہ گولڈ کوسٹ سے ایک اخبار بھی جاری کیا جائے۔ زراعت کے لئے حضور نے فرمایا ہے کہ قریباً چار پانچ ہزار ایکڑ زمین کے خریدنے کا انتظام کیا جائے۔

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کا وقار مغربی افریقہ میں روز افزوں ہے۔ افسران حکومت بھی جماعت کا مناسب احترام کرتے ہیں۔ اور ہماری جماعت کی بڑھتی ہوئی ترقی کو دیکھتے ہوئے ہماری اہمیت کو محسوس کرتے ہیں۔

۱۲ ستمبر ۱۹۴۶ء کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

کی اجازت کے مطابق خاکسار گولڈ کوسٹ سے دار الامان کی طرف واپس روانہ ہُوا۔ روانگی سے پہلے بمقام Saltpond ایک جنرل اجلاس منعقد کیا گیا، جس میں خاکسار نے تمام کارکنانِ مشن اور جماعت کو ہدایات دیں۔ اور پھر سب احباب کی دُعاؤں کے ساتھ عازم سفر ہو گیا۔ میرے ساتھ مسٹر یعقوب احمد افریقن مبلغ گولڈ کوسٹ بھی تھے، جو حج کے بعد قادیان آنیکا ارادہ رکھتے تھے۔ خشکی کا نہایت خطرناک اور تکلیف دہ راستہ لاری کے ذریعہ طے کر کے ۳۱ر اکتوبر ۱۹۴۶ء کو ہم جدّہ اور یکم نومبر ۱۹۴۶ء کو مکہ معظمہ پہنچے۔ فریضۂ حج ادا کرنے کے بعد ۲۹ر نومبر تک مکہ معظمہ میں ہی ہمارا قیام رہا۔ مسٹر یعقوب احمد کو بعض پابندیوں کی وجہ سے مجھ سے الگ رہنا پڑا۔ مکہ معظمہ سے جدّہ کو روانگی کے وقت مَیں نے اپنے معلّم کو کہا کہ وہ مسٹر یعقوب احمد کو میرا پیغام پہنچا دیں کہ وہ بہت جلد جدّہ پہنچیں۔ مَیں وہاں اُن کا انتظار کروں گا۔ مَیں کئی روز جدّہ میں اُن کا منتظر رہا مگر وہ نہ پہنچے۔ بالآخر ۱۵ر دسمبر کو معلّم صاحب خود جدّہ آئے اور انہوں نے مجھے نہایت افسوسناک خبر سُنائی کہ مسٹر یعقوب احمد مکہ معظمہ میں فوت ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحوم ایک جوشیلا افریقن مبلغ تھا۔ مجھے اس کی وفات کا سخت صدمہ ہُوا۔ مرحوم نے اپنے پیچھے دو بیویاں اور تین چار بچے چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سب کا خود کفیل ہو اور مرحوم کو جنتِ بریں میں جگہ دے۔ آمین

۲۶ر دسمبر کو خاکسار افسُردہ دل کے ساتھ جدّہ سے روانہ ہُوا اور ۷ر جنوری ۱۹۴۷ء کو دار الامان مدینۃ المسیح میں بخیریت وارد ہُوا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ ؎

مصلح موعود کی ایک علامت

(از جناب مولانا عبدالاحد صاحب فاضل مدرسہ احمدیہ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اعلام الٰہی سے اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرما دیا ہوا ہے اور ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں جس قدر علامات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمائی تھیں، وہ سب کی سب کامل طور پر آپ کے وجود میں پائی جاتی ہیں۔ یہ تمام علامات ۷۰ کے قریب ہیں۔ مَیں ان میں سے صرف ایک کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ حضور نے فرمایا "نور آتا ہے نور" ان الفاظ میں جن وسیع معانی کی طرف اشارہ ہے، ان میں سے بھی مَیں اس وقت صرف خدا تعالیٰ کی اس فعلی شہادت کو پیش کرتا ہوں جو اس موعود نور کے ابتدائی ظہور کے وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی تائید میں ظاہر فرمائی۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ نور کی ضرورت تاریکی کے وقت ہوتی ہے۔ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی وفات سے ایک تاریکی جماعت پر چھا گئی تھی۔ اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس نور کو بھیجا اور نور کی خاصیت یہ ہے کہ اس کے آنے سے تاریکی بھاگ جاتی ہے اور اس کی جگہ نور لے لیتا ہے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود کے تختِ خلافت پر متمکن ہوتے ہی ایک بڑی تاریکی جو پیغامیت کے لباس میں قادیان میں موجود تھی، فوراً کافور ہو گئی۔ یہ لوگ صاحبِ اقتدار اور انجمن کے کرتا دھرتا تھے۔ مگر چونکہ خدا نے اس موعود کو نور قرار دیا تھا اسلئے ان کے پاؤں باوجود انکے تسلط کے یہاں سے اکھڑ گئے، اور انہوں نے لاہور میں ہی جا کر دم لیا۔ یہ ایک بہت عظیم الشان خدا کی فعلی شہادت اس موعود "نور" کیلئے ہے جو خدا تعالیٰ نے ظاہر فرمائی۔ اور دنیا نے دیکھ لیا کہ اس نور کی آمد کی غرض جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مذکورہ بالا اشتہار میں درج ہے کہ "تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کیساتھ بھاگ جائے" غیر مبائع اصحاب کے قادیان سے بھاگ جانے سے پوری ہو گئی۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَار۔

تذکرہ اصحاب مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مرزا ایوب بیگ صاحبؓ

(مرتبہ جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم اے قادیان)

گذشتہ سے پیوستہ

ایک دفعہ مرحوم کے والد صاحب نے ایک دوست سے ذکر کیا، کہ میں گھنٹوں سوچ میں پڑا رہتا تھا، کہ میں نے بچوں پر اتنا روپیہ صرف کیا، اور تعلیم دلائی، لیکن ان کی دینی حالت یوں کیوں ہے۔ قرآن مجید سے رغبت نہیں کبھی ایک آدھ نماز میری دیکھا دیکھی پڑھلی تو پڑھلی، ورنہ نماز سے دلی لگاؤ کوئی نہیں لیکن جب ۱۸۹۲ء اور ۱۸۹۳ء کی تعطیلات میں گھر آئے، تو عجیب تغیر دیکھا، کہ نماز سوز و گداز سے پڑھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ تبدیلی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بیعت ہونے کی وجہ سے ہے۔

مرحوم رقت سے قرآن مجید پڑھتے۔ مومنین کے ذکر پر عجز سے دعا کرتے، کہ ان جیسے اعمال کی توفیق ملے، اور کفار و منافقین کے ذکر پر دعا کرتے، کہ اللہ تعالیٰ ان میں سے نہ بنائے۔ سجدہ میں آکر آدھ آدھ گھنٹہ دعا کرتے۔ قرآن مجید کے احکام پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قرآن مجید سے نشان لگائے ہوئے تھے، کہ جنہیں تلاوت کے وقت بالخصوص مد نظر رکھنا چاہیئے۔ بعض دفعہ کوئی آیت لکھکر اپنے رہنے کی جگہ پر لٹکا دیتے تا وہ ہمیشہ پیش نظر رہے۔ رمضان مبارک میں ایک بار ضرور قرآن مجید ختم کرتے اور آخری مرض میں حفظ کرنا بھی شروع کیا تھا، اور کچھ حصہ حفظ کر لیا تھا۔ اسی طرح حدیث کے مطالعہ کا شوق تھا، اور کوشش کرتے تھے کہ ہر ایک سنت پر

عمل کریں۔ حتّٰی کہ اکل و شرب میں بھی اُن چیزوں کو رغبت سے کھاتے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مرغوب تھیں۔ چنانچہ شہد اور سرکہ اکثر کھانے کے ساتھ کھاتے۔ نماز اوّل وقت خشوع و خضوع سے ادا کرتے، اور تہجد مداومت سے پڑھتے، اور بعض اوقات آپؓ کی گریہ وزاری کی آواز سے پاس سوئے ہوئے جاگ پڑتے، اور دیکھتے کہ آپ سجدہ میں پڑے ہیں۔

بیعت کے قریباً ایک سال بعد مارچ ۱۸۹۳ء میں پہلی بار دونوں بھائی قادیان آئے ان دنوں مہمانخانہ اور مدرسہ وغیرہ کی عمارات نہیں بنی تھیں۔ پریس کے لئے صرف ایک کمرہ تھا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ قادیان میں تشریف رکھتے تھے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ بھی کچھ عرصہ کے لئے آئے ہوئے تھے۔ اِن دونوں بھائیوں اور مولوی صاحبؓ کے سوا اور کوئی مہمان نہ تھا۔ حضرتؑ کے سکونتی مکان کی شرقی جانب آئینہ کمالات اسلامؑ طبع ہو رہی تھی۔ حضرتؑ اکثر حصہ وقت کا مہمانوں کے پاس ہی ڈیوڑھی سے اُوپر والے مکان میں گذارتے تھے، جس میں پھر حضرت نواب محمد علی خاں صاحب رہنے لگے تھے۔ اکثر کھانا بھی حضرتؑ خود ہی لے آیا کرتے تھے۔ یہ دو تین دن کی صحبت تقویتِ ایمان کا باعث بنی۔ اور مخالفت کے خوف سے والد صاحب سے جو بیعت مخفی رکھی گئی تھی، اسکا اظہار ان پر کر دیا گیا۔

مرحوم کو حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہونیکی اتنی تڑپ تھی، کہ کوئی مہینہ نہ گذرتا تھا جس میں ایک دو مرتبہ حضور کی زیارت سے مشرف نہ ہو آتے تھے۔ جب دو چار روز کی رخصت ہوتی قادیان جا گذارتے۔ اِسی طرح موسم گرما کی دو اڑھائی ماہ کی تعطیلات کا اکثر حصہ بھی۔ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے درسِ قرآن میں شامل ہوتے تھے۔ اس طرح آپنے قریباً سارے قرآن مجید کی تفسیر پر عبور حاصل کر لیا تھا۔ حضرت اقدس علیہ السلام موسم گرما میں جب ڈیوڑھی کے باہر مسقف کوچہ میں آرام کرتے، تو مرحوم پاؤں اور بدن دابتے، اور کبھی نیند آجاتی، تو چارپائی پر حضورؑ کے ساتھ ہی سو جاتے۔ بارہا مرحوم نے حضورؑ کی کمر کو بوسہ دیا۔ اور انکی عادت تھی کہ بوسہ دیتے اور جسم دابتے وقت تضرع کیساتھ اپنے لئے

دُعا بھی کرتے تھے۔

مرحوم حضور علیہ السلام کے پُرانے کپڑے اور بال تبرکاً اپنے پاس رکھتے، اور حضور کے لئے نئی رومی ٹوپی لاتے اور پُرانی خود لے لیتے۔ مجلس میں حضورؑ کے سب سے زیادہ قریب بیٹھتے، اور ٹکٹکی لگا کر چہرہ مبارک دیکھتے، اور پاؤں یا بازو یا کمر وغیرہ دباتے اور درود و استغفار پڑھتے رہتے۔ حضورؑ کوئی تقریر تقویٰ و طہارت کے متعلق فرماتے تو مرحوم کا پیراہن آنسوؤں سے تر ہو جاتا تھا۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ جسم دباتے دباتے مرحوم حضورؑ کے شانہ پر سر رکھ کر روتے رہتے، لیکن حضورؑ اِس وجہ سے کبھی کشیدہ خاطر نہ ہوتے اور دبانے سے منع نہ فرماتے۔

پنڈت لیکھرام کے قتل کے جلد بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دار کا پہرہ شروع ہوا (جیسا کہ مکرم بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کے مضمون مندرجہ الحکم جلد ۴۲ نمبر ۱۵ تا ۱۶ صفحہ مورخہ ۲۸ مئی و ۷ جون ۱۹۳۹ء سے معلوم ہوتا ہے۔ خاکسار مرتب نے دریافت کیا ہے (۱) بھائی عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں کہ مرحوم نے ان کے ہمراہ حضرتؑ کے مکان کا پہرہ دیا۔ اور (۲) بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی فرماتے ہیں کہ جب مرزا صاحبؓ موصوف قادیان آیا کرتے تھے پہرہ دیا کرتے تھے) ان دنوں ضلع گورداسپور میں کثرت سے ڈکیتی کی وارداتیں شروع ہو گئی تھیں۔ بلکہ قادیان کے نواح میں بھی کئی ڈاکے پڑے تھے۔ اس کے علاوہ بھی کئی ایک ضرورت کے مواقع پر مرحوم نے حضور علیہ السلام کے مکان کی پاسبانی کی۔

مرحوم مسجد مبارک میں بہت سا وقت فرائض و نوافل کے ادا کرنے اور لمبی لمبی دُعائیں کرنے میں صرف کرتے تھے۔ وفات سے قریباً چھ سال قبل مسجد میں نیم خوابی کی حالت میں آپؓ کو پہلا الہام اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ [1] ہوا۔ بسا اوقات مرحوم صرف اتوار کے دن کے لئے قادیان چلے جاتے۔ ہفتہ کو رات کے

[1] ترجمہ:- اللہ دوست ہے اُن لوگوں کا جو ایمان لائے، وہ نکالتا ہے اُن کو اندھیروں سے نور کی طرف۔ (مرتب)

دس گیارہ بجے بٹالہ اُتر کر اُسی وقت قادیان کے لئے پیدل روانہ ہو جاتے اور سارا دن قادیان رہ کر شام کو پیدل واپس آجاتے۔ بارش آندھی کی پرواہ نہ کرتے اور بارش میں بھیگتے ہوئے پہنچتے۔ چونکہ بارش کے ایام میں قادیان جزیرہ بنا ہؤا ہوتا تھا اس لئے کمر تک پانی میں سے گذرنا پڑتا کئی دفعہ لاہور سے ایک قافلہ قادیان کے لئے روانہ ہوتا تو بٹالہ سے آگے مرحوم کمزور اور ضعیف العمر احباب کا سامان خود اُٹھا لیتے۔ یکہ کرایہ پر لیتے اور دیکھتے کہ کوئی بھائی مفلس یا کمزور ہے تو اُسے سوار کر کے خود پیدل چل پڑتے۔ آپؓ قوی جسم کے تھے۔ یہ بھی سُنا گیا ہے کہ بعض اوقات تھکے ہوئے ضعیف العمر احباب کو راستہ میں اپنی کمر پر بھی اُٹھا لیتے۔ قادیان جاتے ہوئے نیز واپسی پر راستہ میں درود و استغفار پڑھتے اور قادیان نظر پڑنے پر مسنون دُعا پڑھتے تھے۔

رمضان کے مہینے میں چاند اور سورج کو گرہن لگنے کی پیشگوئی دار قطنی وغیرہ احادیث میں بطور علامتِ مہدیؑ بیان ہوئی ہے۔ ۱۸۹۴ء میں پہلے چاند گرہن ہؤا جب سورج کو گرہن لگنے کے دن قریب آئے تو دونوں بھائی اس ارادہ سے کہ ہم حضرت اقدس علیہ السلام کیساتھ یہ نشان دیکھیں اور کسوف کی نماز پڑھیں، ہفتہ کی شام کو لاہور سے روانہ ہو کر قریباً گیارہ بجے رات بٹالہ پہنچے۔ اگلے دن علی الصبح گرہن لگنا تھا۔ آندھی چل رہی تھی، بادل گرجتے اور بجلی چمکتی تھی ہوا مخالف تھی اور مٹی آنکھوں میں پڑتی تھی، اور قدم اچھی طرح نہیں اُٹھتے تھے، راستہ صرف بجلی چمکنے سے نظر آتا تھا۔ ساتھ آپؓ کے اہلِ وطن دوست مولوی عبد العلی صاحب مرحوم بھی تھے۔ سب نے ارادہ کیا خواہ کچھ ہو رات قادیان پہنچنا ہے۔ چنانچہ تینوں نے راستہ میں کھڑے ہو کر نہایت تضرع سے دُعا کی کہ اے اللہ جو آسمان اور زمین کا قادرِ مطلق خدا ہے، ہم تیرے عاجز بندے ہیں، تیرے مسیح کی زیارت کے لئے جاتے ہیں، اور ہم پیدل سفر کر رہے ہیں، سردی کا موسم ہے، تو ہی ہم پر رحم فرما، ہمارے لئے راستہ آسان کر دے، اور اس بادِ مخالف کو دُور کر۔ ابھی آخری لفظ دُعا کا مُنہ میں ہی تھا کہ ہوا نے

رُخ بدلا، اور بجائے سامنے کے پُشت کی طرف سے چلنے لگی، اور ممدِ سفر بن گئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہوا میں اُڑے جاتے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر میں نہر پہ پہنچ گئے۔ اس جگہ کچھ بوندا باندی شروع ہوئی۔ نہر کے پاس ایک کوٹھا تھا، اس میں داخل ہو گئے۔ ان ایام میں گورداسپور کے ضلع کی اکثر سڑکوں پر ڈکیتی کی وارداتیں ہوتی تھیں۔ دیا سلائی جلا کر دیکھا، تو کوٹھا خالی تھا، اور اس میں دو اُپلے اور ایک موٹی اینٹ پڑی تھی۔ ہر ایک نے ایک ایک سرہانے رکھی اور زمین پر سو گئے۔ کچھ دیر بعد آنکھ کھُلی۔ دیکھا تو ستارے نکلے ہوئے اور آسمان صاف تھا، اور بادل اور آندھی کا نام و نشان نہ تھا۔ ہم روانہ ہوئے، اور سحری حضرتؑ کے دسترخوان پر کھائی، اور صبح آپؑ کیساتھ کسوف کی نماز پڑھی، جو کہ مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے مسجد مبارک کی چھت پر پڑھائی تھی۔ قریباً تین گھنٹے یہ نماز اور حضرت کی دُعا جاری رہی۔

کئی دوستوں نے شیشے پر سیاہی لگائی ہوئی تھی، جس میں سے وہ گرہن دیکھنے میں مشغول تھے۔ ابھی خفیف سی سیاہی سورج پر شروع ہوئی تھی، کہ حضرت اقدس علیہ السلام کو کسی نے کہا، کہ سورج کو گرہن لگ گیا ہے۔ آپ نے اس شیشہ میں سے دیکھا تو نہایت خفیف سی سیاہی معلوم ہوئی۔ حضورؑ نے اظہارِ افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ اس گرہن کو ہم نے تو دیکھ لیا مگر یہ ایسا خفیف ہے کہ عوام کی نظر سے اوجھل رہ جائیگا اور اس طرح سے ایک عظیم الشان پیشگوئی کا نشان مشتبہ ہو جائے گا۔ حضورؑ نے کئی بار اس کا ذکر کیا۔ تھوڑی دیر بعد سیاہی بڑھنی شروع ہوئی، حتیٰ کہ آفتاب کا زیادہ حصہ تاریک ہو گیا۔ تب حضورؑ نے فرمایا کہ ہم نے آج خواب میں پیاز دیکھا تھا۔ اس کی تعبیر غم ہوتی ہے۔ سو شروع میں سیاہی کے خفیف رہنے سے یہ ظہور میں آیا[۵]

۵؎ حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے میرے دریافت کرنے پر جواباً تحریر فرمایا "میں اس نماز میں شامل تھا، مولوی محمد احسن صاحب نے نماز پڑھائی تھی، دوستوں نے سیاہ شیشے میں گرہن دیکھا، باقی باتیں مجھے یاد نہیں۔"

مرحوم حدیث کے مطابق اپنے بھائی کے لئے وہی بات پسند کرتے جو اپنے لئے پسند کرتے۔ ہمیشہ جستجو میں رہتے کہ اپنے بھائی کی خدمت کا موقع میسر آئے اور دُعا لے سکیں۔ آپ جن دنوں چیفس کالج لاہور میں پڑھاتے تھے، قریباً ہر شام کو یا جس دن قانون کی جماعت کا لیکچر ہوتا، لاہور آتے، اور قریباً ہر ایک دوست کے گھر پر ملاقات کر کے واپس جاتے، اور بالالتزام جلسہ احمدیہ میں شامل ہوتے، اور اگر کوئی دوست بیمار ہوتا، تو کثرت سے بیمار پُرسی کے لئے جاتے۔ ایک دفعہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب سخت بیمار ہوئے۔ ان کی خدمت کے لئے کئی روز تک اُن کے پاس رہ کر دن رات خدمت کی، اور بول و براز تک اُٹھانے سے دریغ نہ کیا[1]۔

مرحوم اپنے ہم جماعتوں سے بلالحاظ مذہب نیک سلوک کرتے، دُعائیں کرتے، مذہبی بحث کرتے، اور یہ لوگ آپؓ کے مذہبی جوش کی وجہ سے آپؓ کو "مجاہد" کہتے تھے۔ مرحوم کے اخلاص اور دوستوں کے پیار کی وجہ سے وہ اب تک آپؓ کو یاد کرتے ہیں۔

مرحوم سل سے فاضلکا میں ۲۸ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء مطابق ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۱۷ھ میں وصیت اور بہشتی مقبرہ کے قیام سے قبل فوت ہوئے اور ۲۷ دسمبر سنہ ۱۹۱۰ء کو بموجب ریکارڈ دفتر مقبرہ بہشتی قطعہ ۲ قبر ۵ میں دفن ہوئے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر البدر تحریر فرماتے ہیں:۔

"ایک پیارے دوست کا جنازہ

آہ! یہ کس دوست کا ذکر ہے؟۔ ایوب صادق کا۔ ہمارے اکثر احباب حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب مرحوم و مغفور برادر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے نام نامی سے واقف ہیں۔ یہ نوجوان چھوٹی عمر میں فوت ہو گئے

[1] میں نے حضرت مفتی صاحب سے اس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے یاد نہیں لیکن مرزا صاحب مرحوم جس طبیعت کے آدمی تھے اس کے پیش نظر ان سے یہ امر بعید نہیں (مرتب)

تھے۔ فاضلکا ضلع فیروزپور میں دفن کئے گئے تھے۔ اس بات کو گیارہ سال گذرے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی اجازت حاصل کی گئی تھی۔ اور اب حضرت خلیفۃ المسیح کی اجازت سے اس مرحوم بھائی کا جسم مبارک صندوق میں بند یہاں لایا گیا۔ حضرتؓ نے بمعہ جماعت جنازہ پڑھایا اور مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔ ہمارے دوست ڈاکٹر مرزا صاحب عزیز مرحوم کے سوانح چھپوا رہے ہیں۔ اس واسطے مجھے کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ میرے ساتھ اس عزیز کو محبت کا ایسا گہرا تعلق تھا کہ آجتک جس قدر جنازوں کی مَیں نے نمازیں پڑھی ہیں مجھے یاد نہیں کہ کسی پر بھی اس عزیز دوست کے واسطے دُعا کرنا مجھے بھولا ہو۔ اللّٰھم اغفر لہ وارحمہٗ

(البدر جلد ۱۰ ع۹ صہ ۱۲ ک ۱ و ۲ مؤرخہ ۵ جنوری ۱۹۱۱ء)

یہاں پر بعض خطوط نقل کرتا ہوں جو مرحوم کی وفات پر تعزیت کے طور پر موصول ہوئے تھے۔ ان سے مرحوم کے سوانح کے علاوہ سلسلہ کے متعلق بہت سی باتوں کا علم ہو سکتا ہے۔

(۱) قادیان ۳۰ ر اپریل - برادرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ایوب بیگ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ وادخلہ فی بحبوبۃ الجنان کی وفات کا صدمہ ایسا خفیف نہیں کہ اس کے بعد کوئی اس مرحوم کے وارثوں کو صبر کی ہدایت کرنیکی جرأت کر سکے۔ اگرچہ یہ بات مرحوم کے متعلقین اور احباب کو پوری تسلی دیتی ہے اور معاً خوش کر دیتی ہے کہ وہ سیدھا بہشت میں چلا گیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس مسلمان کی نسبت چالیس آدمی گواہی دیں کہ وہ بہشتی ہے اس کے لئے بہشت واجب ہو جاتی ہے۔ ایوب بیگ کے لئے ہمارا سارا سلسلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام گواہی دیتا ہے کہ وہ بہشت میں داخل ہو گیا۔ چھ ماہ اس سے قبل جو خواب حضرت مسیح علیہ السلام

تھا، کہ ایک سڑک ہے جس پر چاندی کے ٹکڑوں کا فرش ہے اور ایک نہایت ہی جمیل و جیہہ حسین کریم شخص ایوب بیگ کا ہاتھ پکڑے اس سڑک سے آگے کو لیجا رہا ہے۔ الغرض اب سب کے سب یقیناً سمجھ گئے تھے کہ ایوب بیگ جنتی ہے اور وہ سڑک جنت کی ہے اور حضرت نے بھی اسی روز فرمایا تھا کہ جو کچھ مقدر ہو مگر اس میں شک نہیں کہ ایوب بیگ کا خاتمہ بہت اچھا ہے۔

مَیں اسوقت حلفاً کہتا ہوں کہ ایوب بیگ کے متعلقوں میں کوئی ایسا متنفس نہیں جسکی زندگی کی کسی شان کی نسبت مجھے غبطہ اور رشک ہو مگر ایک ایوب بیگ مرحوم ہے جسکے حُسنِ خاتمت نے مجھے بہت بڑا رشک دلایا ہے۔ وہ اس پاک ایمان پر مرا۔ جس نے زمانہ میں امام زمان کو شناخت کیا اور اخیر دم تک اس ایمان پر ثابت قدم رہا اور آخری گھڑی تک خدا تعالیٰ کے مسیح کو یاد کرتا رہا۔ اور ہم ہیں کہ ابھی ہمارے اعمال جاری ہیں اور ہماری حالت امید و بیم میں معلق ہے اور سخت اضطراب میں ہیں کہ خاتمہ کیسا ہو۔ ہر مومن کو جو اندیشہ لگ رہا ہے وہ سوءِ خاتمت کا اندیشہ ہے مگر ایوب بیگ یقیناً نیک خاتمہ کیساتھ اس جہان سے اُٹھا پس کس قدر مبارک ہے اور فخر اسکے اہل کو ہے جنمیں کا ایک فرد ایسا گذرا ہے کہ اہل اللہ اور راستباز اس کی زندگی اور موت پر رشک کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی قسم مَیں بڑا ہی نااہل ہونگا اگر مَیں مکرم مرزا نیاز بیگ کو دردمندی سے بھرا ہوا اور رُلا دینے والا خط لکھوں۔ حق یہ ہے کہ مَیں انکو تہ دل سے مبارکباد دوں کہ انہوں نے اپنی بیٹھے سے ایک نمونہ ہم لوگوں کو دیا جسکی زندگی اور موت دونوں حالتیں برگزیدہ سلسلہ کے خدام کیلئے نمونہ تھیں مرزا نیاز بیگ صاحب کی طرف سے اُس پاک جہان میں ایک نیک فرط چلا گیا ہے جو اُن کیلئے راہ صاف کریگا۔ یہ جہان تو لابدگذاشتنی ہے مگر کیا ہی مبارک وہ جو خدا تعالیٰ کی رضا لیکر گذرے۔

اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اسوقت تک رہ رہکر دل بھر بھر آتا ہے اور وہ سعادت اور فرخی کی صورت آنکھوں کے سامنے پھر پھر جاتی ہے وہ حیا سے آنکھیں نیچی کرلینا اور ہر امر کے آگے پورے انقیاد سے سر رکھدینا اور ہمہ محبت چہرہ بار بار یاد آتا ہے اور یہ ساری باتیں ہیں سے ایک ہی نامندمل زخم کرنے کیلئے کافی ہوتی مگر ایک ہی اور صرف ایک ہی یقین تسلی دیتا اور تلافی کردیتا ہے کہ جانا تو ضرور تھا مگر جانیوالا گیا خوب ہے۔ حضرت حکیم کریم علیہ السلام کو بھی بڑا صدمہ پہنچا اور فرمایا ہمارا ایک بیٹا مرگیا ہے مگر یہی ایمان اور یقین آپ کی تسلی کا موجب بھی ہے کہ مرحوم کا انجام خوب ہوا۔ غفر اللہ لہ۔

میرا یہ نیاز نامہ اپنے والد صاحب اور اپنی والدہ مکینہ کو سنائیں شاید خدا تعالیٰ اس سے انکے زخمی دل کو کوئی فائدہ پہنچائے اگر مجھے انکی معرفت کی نسبت یہ یقین ہوتا کہ وہ میری باتوں سے راحت پائینگے تو مَیں ان باتوں کو بہت طول دیتا اور درحقیقت اپنی ارادت ہی بیان کرتا مگر مَیں جانتا ہوں کہ ایک دُنیادار کے حق میں یہ ایک ناقابلِ برداشت صدمہ ہے خدا تعالیٰ مرزا نیاز بیگ

ہندوستان میں

تاریخ تبلیغ اسلام

(از جناب شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی -)

: گزشتہ سے پیوستہ :

اب آئیے آپ کو مسلمان تاجروں کی تبلیغ کے متعلق ایک واقعہ سنائیں :-

جس زمانہ میں مسلمان تاجروں کے گروہ در گروہ ہندوستان کا دورہ لگایا کرتے تھے، اُس وقت کابل اور کشمیر کے درمیان ایک علاقہ کا نام "عسیفان" تھا (یہ پتہ نہیں لگ سکا کہ آجکل اس علاقہ کو کیا کہتے ہیں -) یہاں کے راجہ نے بہت کثیر رقم خرچ کر کے اپنی راجدھانی میں ایک بہت عظیم الشان سربفلک مندر بڑے اہتمام سے تعمیر کرایا۔ بنارس سے ایک خاص بُت اُس مندر کے لئے منگوایا گیا اور مندر میں رکھ دیا گیا۔ سارا علاقہ اُسکو ذوق وشوق سے پُوجنے لگا۔ یہاں تک کہ تھوڑے ہی عرصہ میں دُور دُور اُس کی شہرت پہنچ گئی اور ہزاروں لوگ اُس کی پُوجا کو اطراف وجوانب سے آنے لگے۔ راجہ نے مندر کی خدمت کے لئے بہت سے پُجاری رکھے اور مذہبی رسومات بجا لانے کے لئے متعدد پنڈت مقرر کئے۔ دو تین گاؤں اُس کے اخراجات کے لئے وقف کئے۔ ہر وقت ایک میلہ لگا رہتا تھا۔ اور زائرین کی کثرت روز بروز بڑھتی جا رہی تھی۔ پُجاریوں اور برہمنوں کو خوب دان پُن ملتا تھا۔ اور اُن کی خوب عیش سے بسر ہو رہی تھی۔ مگر یکایک غیب سے ایک ایسا تیر لگا کہ چشم زدن میں نہ مندر رہا اور نہ پُجاری۔ ہوا یہ کہ راجہ کا بیٹا سخت بیمار پڑا۔ راجہ کو اُس سے بیحد محبت تھی۔ اور اُس نے اُس کے علاج معالجہ میں کوشش کا

کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ لیکن جب کچھ آرام نہ ہُوا تو مایوس ہو کر راجہ نے مندر کے پُجاریوں اور پروہتوں کو بُلا کر کہا کہ "گڑگڑا کر مُورتی سے التجا کرو کہ میرے لڑکے کو اچھا کر دے۔ اگر مُورتی نے میری استدعا اور تمہاری پرارتھنا قبول کر لی تو تم میں سے ہر ایک کا مُنہ جواہرات سے بھر دوں گا۔ جاؤ اور مُورتی سے جواب لیکر آؤ۔"

پُجاریوں نے سوچا کہ لاؤ اِس موقع پر راجہ کو اُلّو بناؤ، اور جتنا بھی روپیہ ممکن ہوسکے اس سے اینٹھو۔ سب کا مشورہ ہُوا اور ایک بات طے پا گئی۔

دوسرے دن سب پُجاری جمع ہو کر راجہ کے حضور میں حاضر ہوئے۔ سب سے بڑا پروہت آگے بڑھا اور کہنے لگا "مہاراج! آپ بڑے خوش قسمت ہیں۔ آپ کی مراد پُوری ہوئی۔ راجکمار کو یقیناً صحت ہوجائے گی۔ بس اپنا وعدہ پُورا کیجیئے، اور ہم سب کو مالامال کر دیجیئے۔"

راجہ نے تفصیل پُوچھی، تو پروہت نے نہایت سنجیدگی سے کہا کہ "آپ کے پاس سے جا کر ہم سب مُورتی کے آگے گر پڑے۔ اور بہت رو رو کر اور گڑگڑا کر اُس سے التجا کی کہ ہمارے راجہ کے لڑکے کو اچھا کر دے۔ تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ایکدفعہ ہی مُورتی بولنے لگی۔ اور اُس نے کہا۔ اُٹھو تمہاری پرارتھنا قبول ہوئی۔ راجہ کو جا کر خوشخبری سُنا دو کہ میں تیرا لڑکا جلدی چنگا کر دوں گی۔ کچھ فکر نہ کر اور پُجاریوں کو خوش کر دے۔ یہ سارے پُجاری میرے اِس بیان کے گواہ ہیں۔"

تمام پُجاریوں نے بڑے یقین اور وثوق کے ساتھ پروہت کے بیان کی تصدیق کی، اور کہا کہ ہم نے خود مورتی کو بولتے اور یہ الفاظ کہتے سُنا ہے۔

راجہ اپنے بیٹے کی صحت کی خوشخبری سُن کر بڑا خوش ہُوا اور اُسے کامل یقین ہو گیا کہ مُورتی نے جو کچھ کہا ہے ٹھیک اسی طرح ہو گا۔ پس حسبِ وعدہ اُس نے تمام پجاریوں کو زر و جواہر سے مالامال کر دیا، اور وہ سب خوش خوش اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

کم بختی کہہ کر کہاں آیا کرتی ہے؟ پجاریوں کی بدقسمتی سے دوسرے ہی دن لڑکا مرگیا، اور راجہ کے سر پر کوہ الم ٹوٹ پڑا۔ مارے غصہ کے راجہ دیوانہ ہوگیا، اور اُس نے طیش میں آکر فوراً مندر کو آگ لگوادی، اور تمام پجاریوں اور پروہتوں کو بلاکر قتل کرڈالا۔

مُورتی پر اُس کا ایمان ختم ہوچکا تھا۔ مندر کو وہ برباد کرواچکا تھا۔ برہمنوں کو وہ قتل کرواچکا تھا اور اب نہایت سخت غم و غصہ کی حالت میں اپنا وقت گذار رہا تھا۔

انہی ایام میں اتفاقاً مسلمان تاجروں کا ایک قافلہ شہر میں وارد ہوا۔ اور راجہ کے حضور میں حاضری کی اجازت چاہی۔ راجہ اس وقت اپنے ہی غم ماتم میں مبتلا تھا۔ اشیائے تجارت کیا خریدتا۔ مگر اُس نے سوچا کہ یہ غیرملکی لوگ ہیں، اگر میں ان سے بداخلاقی اور بے مروتی سے پیش آیا، تو جس جس مُلک میں یہ جائیں گے مجھے بدنام کریں گے۔ اس لئے اُس نے طوعاً و کرہاً اُن کو حاضری کی اجازت دیدی۔

رئیس التجار نے دیکھا کہ راجہ بہت مغموم اور مضمحل نظر آرہا ہے۔ اُس نے عربوں کی فطری دلیری سے کام لیتے ہوئے بے دھڑک پُوچھا کہ "مہاراج اِس قدر اُداس کیوں ہیں؟" راجہ نے سارا واقعہ بیان کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ "مذہب اور دھرم سب ڈھکوسلہ ہے۔ اور برہمن اور پروہت سب دغاباز ہوتے ہیں۔ نہ مورتیوں میں کوئی طاقت ہے اور نہ پرمیشور کوئی ہستی ہے۔ مذہب نام ہے چند خودغرض لوگوں کی ریاکاری کا۔ اس سے زیادہ اس کی اصلیت نہیں"۔

بُوڑھا تاجر مُسکرایا۔ اور اُس نے موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اسلام کی خوبیاں، اور مسلمانوں کا خدا ایسی عمدگی اور خوبی کے ساتھ راجہ کے سامنے پیش کیا کہ راجہ حیران رہ گیا، اور اُس نے کہا "بیشک دل کا سکون، رُوح کی راحت اور

قلب کا اطمینان صرف اسلام ہی میں مل سکتا ہے۔ اگرچہ میرے مُلک میں بعض مسلمان آباد ہیں اور میرے کان میں اس سے پہلے اسلام کی آواز پڑ چکی تھی۔ مگر میں آجتک بھولا رہا۔ اور کبھی میں نے اسلام کے متعلق غور نہیں کیا۔ مگر آج مجھ پر سب حقیقت کھُل گئی۔ اور سچائی ظاہر ہو گئی۔ پس مجھے بتاؤ کہ میں کس طرح تمہارا دین اختیار کروں؟"

تاجر نے راجہ کو کلمہ پڑھوایا اور اُس کے ساتھیوں کے نعرہ ہائے تکبیر سے دربار گونج اُٹھا۔ یہ سارا واقعہ مشہور مؤرخ بلاذری نے اپنی کتاب فتوح البلدان کے صفحہ ۴۴۶ پر لکھا ہے۔

(۲) اُس وقت کے مُسلمان تاجروں نے کھُلی تبلیغ کے علاوہ ہندوستان میں اشاعتِ اسلام کا ایک یہ بھی طریقہ اختیار کیا کہ بہت سے تاجر عرب، ایران اور عراق سے آکر ہندوستان کے ساحلی شہروں اور متصلہ جزیروں میں سکونت پذیر ہو گئے، اور یہاں ہندو عورتوں سے شادیاں کر لیں۔ چونکہ یہ تاجر مالی لحاظ سے دولتمند، جسمانی لحاظ سے تندرست اور مذہبی لحاظ سے بہت اعلیٰ اخلاق و عادات کے مالک تھے، اس لئے بڑی آسانی سے ہندوؤں نے اپنی بیٹیاں اُنہیں دے دیں۔ اور اس طرح بقول مسٹر آرنلڈ "انہوں نے اپنے مذہب کو پھیلانے کے لئے رستہ صاف کر لیا" (دعوتِ اسلام آرنلڈ صفحہ ۲۸۵) کیونکہ اس قسم کی قریبًا تمام عورتوں نے اسلام قبول کر لیا اور اُن سے جو اولاد پیدا ہوئی وہ مذہب کی پابند اور دین کی مبلغ ثابت ہوئی۔ لکادیپ اور مالدیپ کے جزیروں میں اسلام کی اشاعت بالعموم اسی طریقہ سے ہوئی ہے۔ اِن جزائر میں مسلمان تاجروں کی آمد کا سلسلہ کم و بیش تین سو برس تک جاری رہا۔ جس کے نتیجہ میں جزائر کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک اسلام پھیل گیا۔ یہاں تک کہ آخر ۱۲۰۰ء میں ان جزائر کے راجہ نے بھی اسلام قبول کر لیا اور اپنا نام سلطان محمد رکھا۔ (دعوتِ اسلام ۲۸۵)

(۳) جو مسلمان تاجر تبلیغی لیاقت نہ رکھتے تھے، وہ بھی تبلیغ سے غافل نہ تھے۔

انہوں نے اس کی تلافی اس طرح کی کہ وہ اپنے خرچ پر عرب و ایران اور عراق و شام سے علماء اور فضلاء کو اپنے ہمراہ ہندوستان لاتے تھے، جو ان کے ساتھ پھر کر ہر شہر میں لوگوں کو دینِ برحق کی طرف بُلاتے، اور مسلمان بناتے تھے۔

(۴) اکثر مذہبی درد رکھنے والے اور تبلیغِ اسلام کو اپنا سب سے زیادہ ضروری فرض سمجھنے والے تاجروں نے یہ طریقہ اختیار کیا، کہ نہایت ایثار سے کام لے کر مع اہل و عیال ہندوستان چلے آئے اور کسی ایک شہر میں سکونت اختیار کرلی۔ مالِ تجارت لیتے اور اندرونِ ملک میں نکل جاتے۔ تجارت کرتے پھرتے اور تبلیغِ اسلام کرتے رہتے۔ برس چھ مہینے پیچھے گھر آئے۔ دو چار مہینے بیوی بچوں میں رہے اور پھر نکل گئے۔ اس طرح ملک کے بڑے وسیع حلقہ میں اِن تاجروں نے اسلام پھیلا دیا تھا۔ اسی سلسلہ میں ایک مرتبہ ایسا اہم اور عظیم الشان واقعہ پیش آیا، جس نے ہندوستان کی قسمت کو پلٹ کر رکھدیا۔ آیئے! وہ آج آپ کو سُنائیں۔

اِس قسم کے مہاجر اور مجاہد تاجر زیادہ تر جنوبی ہند اور لنکا میں آکر آباد ہوئے تھے۔ کیونکہ اِس علاقہ میں ایسی چیزیں بکثرت پیدا ہوتی ہیں، جو آسانی سے اور کثرت کے ساتھ فروخت ہوسکتی ہیں۔ موت اور زندگی تو انسان کے ساتھ لگی ہوتی ہے۔ اِن عربی تاجروں میں سے بعض کا انتقال ہوگیا۔ اور اُن کے اہل و عیال اپنے وطن سے ہزاروں کوس دُور یکہ و تنہا اور بے یار و مددگار رہ گئے۔ یہ تاجر لنکا میں سکونت رکھتے تھے۔

یہ اُس زمانہ کا واقعہ ہے جب اموی خاندان برسرِ اقتدار تھا اور ولید بن عبدالملک (۸۶ھ/۷۰۵ء تا ۹۶ھ/۷۱۵ء) دمشق میں بیٹھا دُنیا پر حکومت کر رہا تھا۔ بڑے بڑے سلاطین اس کے نام سے کانپتے تھے، اور ہر ایک کو اُس کی خوشی حاصل کرنے کی فکر رہا کرتی تھی۔ چنانچہ جب لنکا کے راجہ نے دیکھا کہ چند مسلمان عورتیں اور اُن کے

بچے میرے مُلک میں لاوارث رہ گئے ہیں تو اُس کو دمشق کے خلیفہ کی خوشنودی حاصل کرنے کا یہ بہت اچھا موقع ہاتھ آیا۔ اُس نے فوراً متوفی تاجروں کے اہل و عیال کو مختلف مقامات سے اپنی راجدھانی میں بُلایا، اور اُن کی بڑی خاطر مدارات کی اور کہا، تم ہرگز نہ گھبراؤ، مَیں تم کو بہت جلد تمھارے مُلک میں اپنے خرچ سے بھجوا دوں گا۔

اِس کے بعد راجہ نے آٹھ جہاز تیار کرائے۔ اور اُن میں اُن تاجروں کے اہل و عیال کو سوار کرایا۔ اور بیش بہا تحفے اور قیمتی ہدیے اور اپنے مُلک کی نادر اشیاء خلیفۂ وقت کی نذر کے لئے اُن کے ساتھ کیں۔ علاوہ ازیں بہت سے لونڈی غلام بھی خلیفہ کو بھیجے۔ اور اِس عریضہ کے ساتھ یہ تمام تحائف دربارِ خلافت میں روانہ کئے کہ "میرے مُلک میں جو عرب تاجر کچھ مُدّت سے رہتے ہیں اُن میں سے بعض کا حال میں انتقال ہو گیا۔ اور اُن کے اہل و عیال یہاں اکیلے رہ گئے۔ مَیں نے اُن سے کہا کہ وہ میرے مُلک میں رہیں۔ ہر طرح اُن کے آرام و آسائش کا خیال رکھا جائے گا۔ مگر انھوں نے واپس اپنے وطن جانے پر اصرار کیا۔ اس لئے مَیں اُن کو اُن کی خواہش کے مطابق حضور والا کے پاس بھیج رہا ہوں۔ اور اُن کے ہمراہ اپنے مُلک کے چند حقیر تحفے حضورِ عالی کے لئے بطور نذر ارسال کر رہا ہوں۔ نیز چند لونڈی غلام بھی خدمت کے لئے ساتھ روانہ کر رہا ہوں، قبول فرما کر میری عزّت افزائی فرمائیں۔"

لنکا سے چل کر یہ جہاز ساحل سے لگے سندھ کے علاقہ میں پہنچے تو وہاں دیبل کے مقام پر بحری قزاقوں نے ان جہازوں کو پکڑ لیا۔ جتنا زر و جواہر ہاتھ لگا سب لُوٹ لیا۔ اور عورتوں اور یتیم بچّوں کو قید کر لیا۔ راجہ کے جو معتمد

جہازوں میں تھے انہوں نے ہر چند کہا کہ "کیا غضب کرتے ہو۔ یہ چیزیں خلیفۂ دمشق کی نذر کے لئے جا رہی ہیں اور لنکا کے راجہ نے بھیجی ہیں۔ ان کو لوٹتے ہو؟ تباہ کر ڈالے جاؤ گے۔ پھر اگر مال و اسباب لوٹتے ہو تو خیر لوٹو۔ مگر ان بے کس بیواؤں اور ان لاوارث یتیموں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔ ان کو تو چھوڑ دو جو یہ اپنے طرح کو جائیں" مگر اُن کم بختوں نے ایک نہ سُنی۔ اور کہنے لگے کہ لنکا کا راجہ ہو یا دمشق کا خلیفہ! کوئی ہمارا کر ہی کیا سکتا ہے۔ ہم سمندر کے مالک ہیں اور راجہ داہر کی رعایا آج دُنیا میں کس کی مجال ہے جو ہمارے مہاراجہ سے آنکھ لڑا سکے۔ خواہ وہ کوئی ہو۔ ہم تو اپنے مہاراجہ کی اجازت کے بغیر کسی جہاز کو ادھر سے گذرنے ہی نہیں دیں گے خواہ وہ کسی مُلک کا ہو۔ اور یہ عورتیں اور بچے اور سارے لونڈی غلام مہاراجہ داہر کی خدمت میں پیش کر دیئے جائیں گے۔ پھر وہ ان کا جو چاہے گا کرے۔"

عورتوں نے کہا "ہم مصیبت زدوں کو پکڑ کر تمہارے ہاتھ کیا آئے گا۔ بہتر یہ ہے کہ ہمیں چھوڑ دو۔ ورنہ یاد رکھو کہ اگرچہ ہم لاوارث اور غریب الوطن ہیں مگر بے عزت نہیں۔ ہمارے خلیفہ کو تمہارے اس ظلم کی جب خبر ہو گی تو وہ تم سے ہمارا اتنا سخت انتقام لے گا جس کی انتہا نہیں۔"

قزاقوں کا سردار ہنسا اور اُس نے کہا "تو پھر بُلاؤ اپنے خلیفہ کو۔ جو تمہیں ہمارے ہاتھ سے چھڑا لے۔ اور ہمیں تباہ کر دے۔" عورتوں نے جواب دیا "آج نہیں تو یقیناً کل خلیفہ کی قہار فوجیں آئیں گی اور تمہیں تباہ کر دیں گی۔ وہ ہمارا بدلہ لئے بغیر ہرگز چین نہیں لے گا۔"

قزاقوں نے کہا "اچھا۔ جب خلیفہ کی فوجیں آئیں گی اُس وقت دیکھا جائے گا۔ اِس وقت تو تم سب مہاراجہ داہر کی قید میں ہو۔ دیکھیں گے کون جوانمرد تمہیں اُس کی قید سے چھڑا سکتا ہے؟" ۔ یہ کہا اور سب کو باندھ کر لے گئے۔ اور راجہ داہر کے حضور میں پیش کر دیا۔ جس نے اُن کو دیبل کے قلعہ میں قید کر دیا۔ اور دربار کے ایک معزز برہمن کو اُن کا داروغہ مقرر کر دیا کہ نکل کر بھاگنے نہ پائیں۔

جب اِس قزاقی کا حال عراق کے گورنر اور خلیفہ ولید کے سپہ سالار حجاج بن یوسف کو معلوم ہوا تو اُس کی آنکھوں میں خون اُتر آیا اور اُس نے فوراً ایک خط راجہ داہر کو لکھا کہ :" تمہاری سلطنت میں مسلمانوں پر یہ بڑا سخت ظلم ہوا ہے۔ فوراً ان قزاقوں کو گرفتار کرا کے دربارِ خلافت میں بھجواؤ۔ جو مسلمان عورتیں اور بچے تمہاری قید میں ہیں فوراً اُن کو آزادی دو۔ جس قدر مال قزاقوں نے لوٹا ہے سب واپس کرو۔ ورنہ یاد رکھو کہ میں اپنے آدمیوں کے انتقام میں چین تک کسی کافر کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔"

راجہ داہر کی سلطنت اس وقت پورے عروج پر تھی۔ اُس نے قرب و جوار کے تمام راجاؤں کو شکست دیکر بڑی طاقت حاصل کر لی تھی۔ پس طاقت کے بل پر اور حکومت کے نشہ میں اُس نے خط کا جواب لکھا کہ "آپ کے جہاز میں نے نہیں لوٹے۔ بحری قزاقوں نے یہ کام کیا ہے۔ آپ کو اپنی عورتوں اور بچوں سے ایسی ہی ہمدردی ہے تو کھلے میدان میں آؤ اور اُن کو چھڑا کر لے جاؤ۔ اتنی دُور بیٹھے کاغذی گھوڑے دوڑانا اور کچھ کر کے نہ دکھانا شیوۂ مردانگی نہیں۔" (تاریخ گجرات صفحہ ۶۳)

(باقی آئندہ)

وصیتیں

نوٹ:۔ یہ وصایا منظوری سے قبل اسلئے شایع کیجاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر کو اطلاع کردے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

نمبر ۹۵۷۵ :۔ منکہ غریب دین ولد فقیر محمد صاحب قوم عربی پیشہ ملازمت عمر ۵۰ سال ۔ بیعت ۱۹۳۲ء ساکن دارالرحمت قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۶/۱/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت ایک مکان خام موضع کاہنوواں میں ہے قیمتی ۲۰۰/- روپیہ۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں آجکل میری تنخواہ ۲۹ روپے ماہوار ہے اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ میری وصیت حاوی ہوگی۔ العبد:۔ غریب الدین مددگار کارکن دفتر وکیل الصنعت و حرفت قادیان۔ گواہ شد:۔ بہاء الحق وکیل الصنعت و حرفت ۔ گواہ شد:۔ حبیب اللہ سیال نائب وکیل الصنعت و حرفت ۔

نمبر ۹۵۷۶ :۔ منکہ عبدالحق مولوی فاضل ولد جمعدار فضل دین صاحب اوورسیر قوم کمبوہ پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان دارالخلافت بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۱/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ آمدنی (تنخواہ) پچاس روپے ماہوار ہے۔ اسکے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ آئندہ کوئی جائیداد پیدا کروں یا میرے مرنے پر ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد:۔ عبدالحق مولوی فاضل قادیان۔ گواہ شد:۔ عبدالرحمٰن پیر۔ گواہ شد:۔ جمعدار فضل الدین اوورسیر ۔

نمبر ۹۵۷۷ :۔ منکہ غلام احمد ولد چوہدری عنایت خاں صاحب قوم جٹ پیشہ ملازمت فوج عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن موضع دولت پورہ ڈاکخانہ بیٹھانکوٹ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں اپنی کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ جس کی تفصیل بعد میں دی جائے گی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ موجودہ جائیداد کے علاوہ اگر کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دونگا اور اس جائیداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری ماہوار آمد اس وقت ۹۰/- روپے ہے میں تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا جو جائیداد بوقت وفات ثابت

ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ غلام احمد بقلم خود موصی۔ گواہ شد:۔ محمد اکرم خاں جیورسٹ ۱۱ گواہ شد:۔ عصمت اللہ خاں ایڈووکیٹ لاہور +

نمبر ۹۸۷۵:۔ منکہ غلام محمد ولد گوہر خاں صاحب قوم جٹ وڑائچ پیشہ واہی عمر ۷۰ سال بیعت ۱۹۰۵ء ساکن شیخوپور ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۱۲/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اراضی ۷ کنال واقعہ شیخوپور قیمتی -/۲۶۰۰ روپے اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ غلام محمد بقلم خود موصی۔ گواہ شد:۔ میر نصر اللہ خاں سیوبیسر اد ۔ گواہ شد:۔ میراں بخش موصی ۲۶۹۴ +

نمبر ۹۸۶۲:۔ منکہ عبد الحکیم خاں ولد چوہدری بشارت علی خاں صاحب قوم راجپوت پیشہ طبابت عمر ۴۴ سال پیدائشی احمدی ساکن مرڑوعہ ڈاکخانہ خاص ضلع ہوشیار پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۱۲/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری ذاتی کوئی جائیداد نہیں کیونکہ میرے والد صاحب بقید حیات ہیں۔ میرا گذارہ ماہوار پنشن پر ہے جو کہ -/۱۴/۶ الاؤنس -/۴ ہے۔ اور میری طبابت کی آمدنی -/۲۰ روپے کے قریب ہے۔ میں اپنی آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں نیز میرے مرنے پر جو جائیداد ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ عبد الحکیم خاں موصی۔ گواہ شد:۔ مہردین سیکرٹری تبلیغ مرڑوعہ۔ گواہ شد:۔ چوہدری پیجو خاں امیر جماعت احمدیہ مرڑوعہ۔ گواہ شد:۔ خورشید احمد انسپکٹر وصایا +

نمبر ۹۹۰۶:۔ منکہ وزیر حسن ولد علی حسن صاحب قوم شیخ پیشہ بیکار عمر ۵۵ سال بیعت ۱۹۴۱ء ساکن شاہجہان پور محلہ مہمان شاہ ڈاکخانہ خاص صوبہ یوپی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۱/۴۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت نقد سات سو روپیہ ہے جو میں نے حاجی عبد القدوس اینڈ کو کو تجارت کے لئے دیا ہوا ہے۔ میں اس جائیداد اور اسکی آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد:۔ وزیر حسن موصی۔ گواہ شد:۔ مختار احمد احمدی شاہجہانپور بقلم خود۔ گواہ شد:۔ محمد نظیر بقلم خود احمدی +

نمبر ۹۹۰۷ :- منکہ دریام دین ولد غلام محمد صاحب قوم راجپوت چوہان۔ پیشہ ملازمت عمر ۵۰ سال بیعت ۱۹۲۳ء ساکن قادیان دارالبرکات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۱-۱۲-۳۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ ایک مکان کے نصف حصہ کا مالک ہوں۔ نصف کی قیمت -/۱۲۵۰ روپے ہوگی۔ اس میں سے -/۲۰۰ روپے میں نے قرضہ دینا ہے۔ باقی -/۱۰۵۰ روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ -/۲۵ روپے ہے۔ میں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کروں یا مرنے پر ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ یہ مکان دارالبرکات غربی میں ہے۔ العبد:- دریام دین موصی بقلم خود۔ گواہ شد:- محمد دین پسر موصی۔ گواہ شد:- علی محمد صحابی و موصی انسپکٹر وصایا۔

نمبر ۹۸۹۳ :- منکہ منشی محمد علی ولد محمد صدیق صاحب قوم لوبانا پیشہ ملازمت عمر ۵۰ سال پیدائشی احمدی ساکن ڈیرہ غازیخاں بلاک نمبر ۱۶ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲-۱-۳۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری ذاتی جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ ایک کچی مکان نیم پختہ رقبہ پانچ مرلے کا میں واحد مالک ہوں۔ اس کی قیمت اندازاً -/۲۰۰۰ روپیہ ہے۔ میں اس وقت اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں اس کے علاوہ میری تنخواہ -/۱۲۵ اور -/۳۲ کرایہ ماہوار کی مجھے آمد ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ کوئی اور جائیداد پیدا کروں اس کی اطلاع دیتا رہوں گا اور یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ علاوہ ازیں اگر میری وفات پر اس کے علاوہ کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد:- محمد علی بقلم خود موصی۔ گواہ شد:- غلام یاسین انسپکٹر بیت المال۔ گواہ شد:- عبدالرب بلاک ۱۶ سبزی منڈی ڈیرہ غازیخاں۔

نمبر ۹۸۹۵ :- منکہ محمد شریف ولد میاں حسین بخش صاحب قوم جنجوعہ راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن مالوکے حال لاہور راوی روڈ ملک نمبر ۶ سپلائی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰-۱-۳۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں صرف میرا گذارہ ماہوار آمدنی پر ہے جو اس وقت یکصد روپے ہے۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اور نقد مبلغ -/۲۰۰ روپیہ امانت ذاتی میں جمع ہے۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں آئندہ جو جائیداد پیدا کرونگا اسکی اطلاع دیتا رہونگا اور تنخواہ کی کمی بیشی کے متعلق اطلاع دیتا رہونگا۔ میرے مرنے کے بعد کوئی جائیداد ثابت ہوگی تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہوگی۔ العبد۔ محمد شریف بقلم خود موصی۔ گواہ شد۔ امۃ الحمید بیگم اہلیہ موصی۔ گواہ شد۔ ماسٹر محمد شریف میانوالی خانانوالی۔ گواہ شد۔ چوہدری خورشید احمد انسپکٹر وصایا +

نمبر ۹۸۹۸ :۔ منکہ شیخ نور دین ولد شیخ عمر دین صاحب قوم شیخ پیشہ خیاطی عمر ۲۰ سال بیعت ۲۵/۱۳ ساکن صریح ڈاکخانہ خاص ضلع جالندھر۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے میری ماہوار آمد ۲۰/ ماہوار ہے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ انشاء اللہ بماہ ادا کرتا رہوں گا۔ کمی بیشی کی اطلاع دیتا رہوں گا۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں یا میری وفات پر کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد۔ نور دین بقلم خود موصی۔ گواہ شد۔ نور الدین ذیلدار چک ۱۱ منٹگمری۔ گواہ شد۔ سید اصغر حسین شاہ انسپکٹر بیت المال +

نمبر ۹۸۹۹ :۔ منکہ نثار احمد ولد میاں فقیر محمد صاحب قوم قریشی پیشہ زمینداری عمر ۲۳ سال بیعت ۱۹۳۴ء ساکن بھنگواں ڈاکخانہ گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ اس وقت میری ماہوار آمد دس روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں گا تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد۔ نثار احمد بقلم خود موصی۔ گواہ شد۔ نذیر احمد امیر جماعت احمدیہ بھنگواں۔ گواہ شد۔ شریف احمد بھنگواں +

نمبر ۹۹۰۰ :۔ منکہ نصیر احمد ناصر ولد اللہ دتہ صاحب قوم ارائیں پیشہ واقف زندگی عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے والد بفضل تعالیٰ زندہ ہیں اس لئے میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں مجھے تحریک جدید کی طرف سے اس وقت مبلغ بائیس روپے ماہوار گذارہ کے طور پر ملتے ہیں میں اس کا دسواں حصہ بطور وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خزانہ میں داخل کراتا رہونگا۔ میرے مرنے پر جس قدر بھی جائیداد میری ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد۔ نصیر احمد ناصر موصی۔ گواہ شد۔ محمد دین انور معلم نصرت گرلز ہائی سکول قادیان۔ گواہ شد۔ ضیاء الدین محمد اعوان آئی۔ اے ایم۔ سی۔ آئی۔ ایم۔ ایچ دہلی چھاؤنی +

نمبر ۹۹۰۱:- منکہ نور دین ولد مہر دین قوم ارائیں پیشہ دستکاری عمر ۴۵ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت ۱/۲ مرلہ زمین واقعہ محلہ دار السعتہ قادیان ہے جس کی قیمت اس وقت اندازاً سات صد پچاس روپے ہے۔ میں اسکے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز اسکے علاوہ اگر کوئی اور جائداد میرے مرنے پر ثابت ہو تو اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری ماہوار آمد قریباً ستر روپے ہے۔ میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ العبد:- نور دین بقلم خود موصی۔ گواہ شد:- محمد دین انور معلم نصرت گرلز ہائی سکول قادیان۔ گواہ شد ضیاء الدین برادر موصی +

نمبر ۹۹۰۰:- منکہ سید محمد ابراہیم ولد حاجی سید رمضان علی صاحب قوم سید پیشہ حکمت عمر ۴۵ سال بیعت ۱۹۱۶ء ساکن انبالہ چھاؤنی ڈاکخانہ صدر بازار بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد اوسطاً دس روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اگر کوئی اور جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ صرف میرے پاس ایکہزار روپیہ نقد ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس میں سے ۵۰/- روپے داخل کر کے رسید حاصل کر لی ہے۔ العبد:- حکیم سید محمد ابراہیم موصی۔ گواہ شد:- حکیم سید محمد گلزار احمد مطب نوازی کھرڑ۔ گواہ شد:- سید علی احمد دارالفضل +

نمبر ۹۸۹۹:- منکہ منصور اللہ خاں ولد چوہدری غلام سرور صاحب قوم جٹ باجوہ۔ پیشہ طالبعلمی عمر ۱۶ سال۔ پیدائشی احمدی ساکن چک ۵۲/۲۰ محمود پور ڈاکخانہ اوکاڑہ ضلع منٹگمری بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں اس وقت میرا جیب خرچ دس روپے ہے میں تازیست اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:- منصور اللہ خاں بقلم خود موصی۔ گواہ شد:- ثناء اللہ خاں۔ گواہ شد:- عزیز احمد چودھری +

نمبر ۹۸۹۸:- منکہ محمد الدین ولد مرزا خاں صاحب قوم راجپوت پیشہ کاشتکاری عمر ۵۰ سال

بیعت ۱۹۲۶ء ساکن راجٹ پور ڈاکخانہ خانپور سیداں ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری کل زمین دس گھماؤں ہے جس میں دو گھماؤں جدی ہے اور آٹھ گھماؤں میری پیدا کردہ ہے۔ اس میں سے بندہ ایک گھماؤں کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ ایک مکان خام و حویلی خام ہے جس میں میرا چوتھا حصہ ہے اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں نیز میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:- محمد الدین نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:- نذیر حسین دو لم ڈاکخانہ خانپور سیداں۔ گواہ شد:- مبارک احمد دو لم +

نمبر ۹۷۸۸:- منکہ ڈاکٹر مزمل حسین ولد حسین علی صاحب قوم قریشی پیشہ ڈاکٹری عمر ۴۲ سال بیعت ۱۹۳۰ء ساکن کوٹلی لوہاراں شرقی ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے (۱) اراضی ۲۴ گھماؤں واقعہ کوٹلی لوہاراں شرقی و موضع کوٹلی عیدو و موضع چیلا تحصیل سیالکوٹ۔ (۲) چار عدد دکانیں واقعہ شہر سیالکوٹ (۳) زمین چار کنال واقعہ قادیان دار الامان (۴) ۲۰۰۰ روپیہ بینک میں۔ اس سب جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس وقت ۶۴۰/- روپے ماہوار تنخواہ ہے اس کا بھی ۱/۱۰ ماہوار خدا تعالیٰ کی توفیق سے ادا کرتا رہوں گا۔ علاوہ ازیں میری وفات پر جو جائیداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:- ڈاکٹر مزمل حسین زابل ایران۔ گواہ شد:- صدر الدین مولوی فاضل ایران۔ گواہ شد:- عبد القادر قریشی ایران +

نمبر ۹۷۸۹:- منکہ غلام احمد ولد نبا صاحب قوم ملک پیشہ تجارت عمر ۴۵ سال بیعت خلافت ثانیہ چک ۵۵۹ بھگوانپورہ ڈاکخانہ خاص براستہ ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد مندرجہ ذیل ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ زمین سفید واقعہ دار الفضل قادیان ۸ مرلہ جو کہ بندہ نے ۲۰۰/- روپیہ میں خریدی ہوئی ہے۔ زمین سفید نواں شہر ضلع جالندھر میں دس مرلہ جو کہ ۲۲۵/- روپے میں خریدی ہے۔ چک ۵۵۹ بھگوانپورہ میں مکان قیمتی ۳۰۰/- روپے اور رہنام ضلع ہوشیارپور میں ایک مکان قیمتی ایک ہزار روپیہ جس میں ہم تین بھائی حصہ دار ہیں اپنے حصہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ ماہوار آمد ۳۰/- روپے ہے اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:- غلام احمد موصی۔ گواہ شد:- شہاب دین چک ۵۵۹ گ ب۔ گواہ شد:- عطاء اللہ خاں چک ۵۵۹ گ ب +

نمبر ۹۷۳۱ ۔ منکہ نور احمد ولد محمد رمضان صاحب قوم اعوان پیشہ مزدوری عمر ۴۰ سال بیعت ۱۹۳۲ء ساکن بیر سیاں ڈاکخانہ ماہوں ضلع جالندھر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۴/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ ایک مکان خام کوٹی قیمتی ۵۰۰/- جس کے نصف حصہ کا میں مالک ہوں اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اسکے علاوہ میرا گذارہ سالانہ آمدنی کی صورت میں ہے جو مبلغ ۲۰۰/- روپیہ ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں کمی بیشی کی اطلاع دیتا رہونگا۔ میرے مرنیکے بعد جس قدر جائیداد اسکے علاوہ ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ نور احمد موصی۔ گواہ شد:۔ غلام محمد بیر سیاں۔ گواہ شد۔ چوہدری خورشید احمد انسپکٹر وصایا۔

نمبر ۹۳۸۶ ۔ منکہ اللہ دتہ ڈھایا ولد چوہدری زبردست صاحب قوم جٹ باجوہ پیشہ زمیندارہ عمر ۵۰ سال بیعت ۱۹۱۳ء ساکن بھاگووال ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰/۴/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ اراضی تعدادی ۱۲ کنال بلا شرکت غیرے ہے قیمت ۱۰۰۰/- روپیہ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں تا آئندہ جو جائیداد پیدا کرونگا اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ میرے مرنیکے بعد جس قدر جائیداد اور ثابت ہوگی اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ اللہ دتہ ڈھایا موصی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد۔ اللہ رکھا بھاگووال نشان انگوٹھا۔ گواہ شد۔ چوہدری خورشید احمد انسپکٹر وصایا۔

نمبر ۹۸۲۲ ۔ منکہ مولوی محمد زہدی فضلی ولد ذوالفضل قوم مغل پیشہ طالبعلم عمر ۲۲ سال بیعت پیدائشی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۴/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری آمد ماہوار ۲۰ روپے ماہوار ہے جو کہ بطور الاؤنس مجھے تحریک جدید کی طرف سے ملتا ہے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اس وقت میں اپنی جائیداد کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جائیداد اس وقت ہم بھائیوں کے درمیان تقسیم نہیں ہوئی۔ تقسیم ہونے کے بعد میں اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دونگا۔ نیز میرے مرنیکے بعد جس قدر جائیداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد۔ محمد زہدی فضلی۔ گواہ شد۔ عبدالرحمن صدر قادیان۔ گواہ شد:۔ (مفتی) محمد صادق۔

نمبر ۹۸۲۱ ۔ منکہ سید محمد حسین شاہ ولد سید امام علی شاہ صاحب قوم سید زنجانی پیشہ ملازمت عمر ۴۰ سال بیعت ۱۹۰۲ء ساکن کالووالی سیداں ڈاکخانہ قلعہ صوبہ سنگھ ضلع سیالکوٹ حال ملازم آرڈیننس فیکٹری امرتسر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۴/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ اندازاً تین چار بیگھہ زمین ہے جس میں ہم چار بھائی حصہ دار ہیں اس میں سے میں اپنے حصہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں یا میرے مرنے پر ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میرا گذارہ اس جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت ۱۰۵ روپے ماہوار ہے۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں جو کہ ماہوار ادا کرتا رہوں گا۔ العبد: سید محمد حسین شاہ سپروائیزر آرڈیننس فیکٹری امرتسر۔ گواہ شد: ڈاکٹر ایم۔ اے عامر سیکرٹری امور عامہ گواہ شد: ملک محمد مستقیم ٹیکس انسپکٹر ✦

نمبر ۹۸۰۲ :- منکہ محمد رفیق ولد چوہدری بابو خان صاحب قوم راجپوت پیشہ چھاپہ گر کپڑا عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن بنگہ ضلع جالندھر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۲/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں میرا گذارہ دکانداری پر ہے جس میں ہم تین کس یعنی والد اور برادر کلاں چھپائی کپڑے کا کام کرتے ہیں جسکی آمد غیر معین ہے جس میں سے میں اپنی آمدنی جو کہ قریباً پچیس روپے ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں کمی بیشی آمد کی اطلاع دیتا رہوں گا نیز بوقت وفات جس قدر میرے حصہ کی جائیداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد: محمد رفیق موصی بقلم خود۔ گواہ شد: عطا محمد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بنگہ۔ گواہ شد: فضل دین سیکرٹری وصایا بنگہ ✦

نمبر ۹۸۱۹ :- منکہ محمد رشید الدین ولد محمد عزیز الدین صاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۱۷ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹/۱/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت کوئی جائداد نہیں گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ مبلغ -/۲۰ ہے۔ میں اپنی ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں ماہوار آمد کی کمی بیشی کی اطلاع دیتا رہونگا نیز میرے مرنے پر جو جائداد ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد: محمد رشید الدین موصی بقلم خود۔ گواہ شد: احمد علی شفٹ ماسٹر حال دارالفضل۔ گواہ شد: حکیم محمد الدین برادر موصی دارالرحمت ✦

نمبر ۹۸۱۱ :- منکہ رفیق احمد ولد میاں عبدالرحیم صاحب قوم راجپوت پیشہ مزدوری عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن کھاجوں ڈاکخانہ بنگہ ضلع جالندھر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۱/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد کوئی نہیں کیونکہ میرے والد صاحب زندہ ہیں۔ میرا گذارہ ماہوار مزدوری پر ہے جو غیر معین ہے جو اندازاً پندرہ روپے ماہوار ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ کمی بیشی کی اطلاع دیتا رہونگا میرے مرنیکے بعد جس قدر جائیداد ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ آئندہ جو جائیداد پیدا ہوگی اسکی اطلاع دیتا رہونگا۔ العبد: رفیق احمد موصی۔ گواہ شد: شریف احمد برادر موصی۔ گواہ شد: چوہدری خورشید احمد انسپکٹر وصایا ✦

نمبر ۹۸۰۵ ۔ منکہ محمد یٰسین ندیم ولد چوہدری رحمت اللہ صاحب قوم راجپوت جنوال پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال بیعت جولائی ۱۹۳۱ء ساکن حویلی حسن خاں جالندھر شہر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲؍ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے ۔ مکان پختہ ۲ عدد واقع حویلی حسن خاں جالندھر شہر ان ہر دو مکانوں میں میری دو ہمشیرہ حصہ دار ہیں ۔ ایک بھائی محمد یاسین صاحب و والدہ صاحبہ ہیں اپنے حصہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں ۔ اسکے علاوہ میرا گذارہ ماہوار ملازمت پر ہے جو تنخواہ مع الاؤنس ۳۲/- روپے ہے تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں ۔ کمی بیشی الاؤنس و تنخواہ کی اطلاع دیتا رہونگا ۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر جائیداد اسکے علاوہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ العبد ۔ محمد یٰسین ندیم حویلی حسن خاں جالندھر شہر ۔ گواہ شد ۔ عبد الحق رائمہ ۔ گواہ شد ۔ چوہدری خورشید احمد انسپکٹر وصایا ٭

نمبر ۹۸۰۶ ۔ منکہ خواجہ محمود احمد ولد خواجہ محمد صدیق صاحب قوم کشمیری پیشہ تعلیم عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان دار البرکات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴؍ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میرے والد صاحب بفضل تعالیٰ زندہ ہیں اس لئے میری کوئی جائیداد نہیں ۔ مجھے اس وقت پندرہ روپے بطور جیب خرچ ملتے ہیں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں ۔ اگر اسکے علاوہ کوئی اور آمد ہوئی تو اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ کرتا رہونگا ۔ وصیت میری جائیداد متروکہ پر بھی حاوی ہوگی ۔ العبد ۔ خواجہ محمود احمد سال سوئم رول ۳۱ تعلیم الاسلام کالج قادیان ۔ گواہ شد ۔ عبد الرحمٰن ناصر پروفیسر تعلیم الاسلام کالج قادیان ۔ گواہ شد ۔ مشتاق احمد ساقی تعلیم الاسلام کالج قادیان ٭

نمبر ۹۸۰۱ ۔ منکہ ماسٹر حمید اللہ خاں ولد میاں سردار خاں صاحب قوم افغان پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال بیعت ۱۹۲۱ء ساکن کرٹی افغاناں ڈاکخانہ بھٹیاں ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲؍ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری تنخواہ اس وقت مبلغ ۴۰/- روپے چودہ روپے الاؤنس کل ۵۴/- روپے ہے ۔ میرے والد صاحب زندہ ہیں اسلئے جائداد کوئی نہیں ۔ میں اپنی آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں ۔ میری وفات کے بعد جو کچھ میری جائیداد ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ العبد ۔ حمید اللہ خاں مولوی فاضل و منشی فاضل ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ۔ گواہ شد ۔ ماسٹر محمد دین ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ۔ گواہ شد ۔ غلام مرتضیٰ بی ٹی آئی ہائی سکول قادیان ٭

نمبر ۹۸۰۷ ۔ منکہ عطری بی خاتون زوجہ جمعہ خاں صاحب قوم شیخ عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن [illegible] ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰؍

حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ زیورات طلائی قیمتی -/۲۰۰ روپیہ نقرئی سو تولہ دین مہر بذمہ خاوند -/۵۰۰ روپے میں اسکے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنیکے وقت جس قدر میری جائیداد ہو اسکے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ الامتہ:۔ نشان انگوٹھا عطر بی بی خاتون موصیہ۔ گواہ شد:۔ محمد فرقان علی پریذیڈنٹ۔ گواہ شد:۔ محمد مکرم علی۔ گواہ شد:۔ منظر علی۔ گواہ شد:۔ محمد شجاعت علی انسپکٹر بیت المال + نمبر ۸۰۸۹ منکہ سید محمد نمبردار ولد چوہدری محمد نمبردار قوم جٹ پیشہ زمینداری عمر ۶۵ سال بیعت ۱۹۰۴ء ساکن گھٹیالیاں ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۹/۱/۵۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت مندرجہ ذیل ہے۔ ۱۵ کنال مع بنجر وغیرہ واقعہ کوٹلی نتھو لہی قیمتی -/۱۰۰۰ ہے اور واقعہ موضع گھٹیالیاں ۱۵ کنال قیمتی ایکہزار روپیہ۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ سید محمد ولد قدر داد نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ غلام قادر بر موصی۔ گواہ شد:۔ چوہدری خورشید احمد انسپکٹر وصایا + نمبر ۸۰۵۸ منکہ اوصاف علی خان (کرنل) ولد خان محمد بہادر علی خان صاحب قوم افغان پیشہ فوجی ملازمت عمر ۶۲ سال بیعت ۱۹۰۹ء ساکن دہلی ۱۸ فیض بازار دریا گنج بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۹/۱/۵۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت مندرجہ ذیل جائیداد ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ (۱) چار مکان جن میں ایک فلیٹ اپنی رہائش کے لئے اور باقی کرایہ پر دیئے ہوئے دہلی میں ہیں۔ انکی قیمت اسی ہزار روپیہ ہے۔ (۲) دو رہائشی مکان مالیر کوٹلہ میں ہیں قیمتی دس ہزار روپیہ (۳) میرے پاس دس ہزار روپیہ کی مالیر کوٹلہ میں اراضی زرعی ہے۔ یہ تمام جائیداد ایک لاکھ روپیہ کی ہوتی ہے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حق میں کرتا ہوں جو کہ دس ہزار بنتے ہیں میں انشاء اللہ یہ رقم اپنی زندگی میں باقساط ادا کر دوں گا۔ اگر کچھ رقم اس میں سے ادا نہ کر سکا تو میری اولاد اس باقیماندہ رقم کو ادا کرنیکی ذمہ وار ہوگی۔ میں نے اپنے دونوں بیٹوں کے دستخط اس وصیت پر کرا دیئے ہیں۔ اگر میرے مرنے پر کوئی اور جائیداد نکلے تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد:۔ کرنل اوصاف علی خان۔ گواہ شد:۔ رشید احمد خان۔ گواہ شد:۔ مسعود احمد خان۔ گواہ شد:۔ مرزا منیر احمد

گواہ شد:۔ بشیر احمد۔ ٭ نمبر ۹۸۱۵ :۔ منکہ شریف احمد ولد میاں عبدالرحیم صاحب قوم راجپوت پیشہ مزدوری عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن کھمبا جوں ڈاکخانہ بنگہ ضلع جالندھر بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲/۳/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ میرے والد صاحب بفضلِ خدا زندہ ہیں۔ میرا گزارہ میری مزدوری پر ہے جو کہ مبلغ -/۱۶ روپے ماہوار ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ آئندہ جو جائیداد پیدا کروں یا میرے مرنے پر ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ شریف احمد موصی۔ گواہ شد:۔ میاں عبدالرحیم والد موصی۔ گواہ شد:۔ چوہدری خورشید احمد انسپکٹر وصایا ٭ نمبر ۸۷۸ :۔ منکہ پینچی بی بی زوجہ چاند خان صاحب قوم پٹھان عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن موضع کیرنگ ضلع پوری صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۴/۲/۴۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ زیور طلائی -/۶۰ زیورات نقرئی -/۴۰ مہر بذمہ خاوند -/۵۰ ۵ روپے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اور اگر اسکے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ گواہ شد:۔ آفتاب الدین۔ الامۃ:۔ پینچی بی بی موصیہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ شیخ محمد محسن ٭ نمبر ۹۸۱۷ :۔ منکہ سید فضل شاہ ولد رسول شاہ صاحب قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۴۲ سال بیعت ۱۹۳۲ء ساکن چک ۱۱/۱ سرگودھا بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲/۳/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت ماہوار آمد -/۶۰ روپے ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میری کوئی اور جائیداد نہیں ہے۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری تنخواہ میں کوئی ترقی ہوئی تو اس کی اطلاع بھی دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو دیتا رہوں گا۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد:۔ فضل شاہ موصی۔ گواہ شد:۔ محمد اسلام لائبریرین بلیماراں دہلی۔ گواہ شد:۔ بشیر احمد مبلغ سلسلہ احمدیہ دہلی ٭ نمبر ۹۷۸ :۔ منکہ عبدالجبار ولد محمد حسن صاحب قوم اخوند پیشہ تعلیم عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن کوڈیل ڈاکخانہ شوپیاں ضلع اسلام آباد صوبہ کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۲/۲/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ زمین زرعی ۵ کنال نا منظور یں۔

زمین ۲۲ کنال اور رشی نگر میں ۳۰ کنال زرعی کل ۵۰ کنال جس میں ہم ۸ بھائی شامل ہیں۔ اس میں میرا ۱/۸ حصہ ہے۔ چھ درخت جن میں سے ۲ درخت سیب دو اخروٹ اور ۲ بادام میرے حصہ کے ہیں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ میری آمد غیر معین ہے مَیں تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ ادا کرتا رہوں گا۔ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد۔ عبدالمجید لون بقلم خود۔ گواہ شد۔ عبدالواحد برادر خورد موصی گواہ شد۔ محمد سعید انسپکٹر بیت المال ٭

نمبر ۹۵۶۲۔ منکہ رقیہ بی بی زوجہ سلطان خانصاحب قوم پٹھان عمر ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن موضع کیرنگ ضلع پوری صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶ پٹم ۳۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ زیورات طلائی و نقرئی ۵۰/- روپے مہر بذمہ خاوند ۷۰۰/- روپیہ مَیں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ الامۃ ۔ رقیہ بی بی موصیہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد۔ اصغر علی خان۔ گواہ شد۔ سلطان خان خاوند موصیہ۔ گواہ شد۔ محمد شجاعت علی انسپکٹر بیت المال ٭

نمبر ۹۵۹۰۔ منکہ شیخ حکمت اللہ ولد شیخ قسمت اللہ صاحب قوم شیخ پیشہ زراعت عمر ۵۰ سال بیعت ۱۹۲۷ء ساکن وینگا یا ڑا ڈاکخانہ بھرتپور ضلع مرشد آباد بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱ پٹم حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ زمین ۲۲ بیگھہ ۹ کاٹھا زمین کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میرے مرنے پر جس قدر میری جائیداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد: حکمت اللہ بزبان بنگلہ۔ گواہ شد۔ سید سعید احمد انسپکٹر بیت المال۔ گواہ شد: خوندکار عبدالحمید بھرتپور بنگال ٭

نمبر ۹۵۵۹۔ منکہ مریم بی بی زوجہ رحیم بخش صاحب قوم اداں عمر ۳۰ سال ساکن موضع فاضل لاڈ ڈاکخانہ چنی گوٹھ ضلع بہاولپور تحصیل احمد پور ریاست بہاولپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ پٹم حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ زیورات طلائی ایک تولہ ایک ماشہ۔ زیور نقرئی ۲۶ تولہ دو عدد بیل قیمتی ۱۵۰/- روپیہ دو عدد گائے قیمتی ۱۵۰/- نقد ۱۰۰/- مَیں اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد

ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامتہ:۔ مریم بی بی موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد:۔ رحیم بخش خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ غلام احمد سیکرٹری جماعت احمدیہ مظفر گڑھ

نمبر ۹۶۱:۔ منکہ محمد سعید شیخ ولد عمر دین شیخ قوم شیخ پیشہ زراعت عمر ۴۴ سال۔ بیعت ۱۹۰۳ء ساکن انگارپور ڈاکخانہ بھرتپور ضلع مرشد آباد صوبہ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ کل جائیداد۔/۱۶۸۲ ڈیسمل زمین جس کی قیمت۔/۵۰۰ روپیہ ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنیکے وقت جس قدر میری جائیداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ محمد سعید شیخ بحروف بنگالی۔ گواہ شد:۔ سید سعید احمد عفی عنہ انسپکٹر بیت المال۔ گواہ شد:۔ شیخ عبدالرحمن انگار پور:۔

نمبر ۹۸۱۶:۔ منکہ ابو احمد محمد خاں مولوی فاضل ولد حکیم حافظ حکیم احمد خاں صاحب قوم بزدار پیشہ طبابت عمر ۵۵ سال بیعت ۱۹۰۸ء ساکن کوٹ قیصرانی ضلع ڈیرہ غازیخاں بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ ۱۹۱۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری زمین اندر پہاڑ بزدار کے قریباً اڑھائی کنال ہے۔ اور اوسط پندرہ روپیہ ماہوار۔ میں اس جائیداد اور آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ ابو احمد محمد خاں مولوی فاضل کوٹ قیصرانی۔ گواہ شد:۔ غلام یاسین انسپکٹر بیت المال۔ گواہ شد:۔ محمد اکبر قیصرانی

نمبر ۹۴۶:۔ منکہ عبدالحق ولد رکن دین قوم راجپوت عمر قریباً ستر سال تاریخ بیعت ۱۹۱۵ء ساکن مغلپورہ ضلع لاہور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰ اپریل ۱۹۱۵ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت قریباً دس روپیہ ماہوار آمد ہے۔ میں اکیلا آدمی ہوں۔ نہ ہی میری کوئی اولاد ہے اور نہ ہی میری کوئی جائیداد ہے۔ صرف۔/۶۰ روپے نقد موجود ہیں۔ میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میں تا دم زیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ ماہوار ادا کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی جائیداد ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ (چوہدری) عبدالحق بقلم خود۔

گواہ شد: حفیظ احمد ناصر بقلم خود کلرک دفتر پرائیویٹ سیکرٹری۔ گواہ شد: چوہدری محمد سعید اللہ صاحب کلرک دفتر نظارت اعلیٰ + **نمبر ۹۶۰۳**: منکہ خوندکار عبدالحمید ولد حافظ طیب اللہ صاحب قوم صدیقی پیشہ ملازمت و زراعت عمر ۴۴ سال بیعت ۱۹۲۵ء ساکن بھر تیپور ضلع مرشد آباد صوبہ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۳/۳۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موروثی جائیداد جو اس وقت میرے قبضہ میں ہے اس کی تفصیل درج ذیل کی جاتی ہے۔ زمین ۱/۲ ۸۴۸ اطولسیل اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ ماہوار آمد ۱۰۔۱۵۴ روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی العبد: خوندکار عبدالحمید بھر تیپور شمالی۔ گواہ شد: سید سعید احمد انسپکٹر بیت المال۔ گواہ شد: محمد سعید شیخ انگارپور بنگال + **نمبر ۹۰۹۶**: منکہ کلیم شمیم حسین ولد خواجہ فیض الحسن صاحب قوم انصاری پیشہ حکمت عمر ۳۲ سال بیعت ۱۹۲۶ء ساکن وزیر آباد ڈاکخانہ خاص ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۱/۳۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد کچھ قصبہ کیرانہ ضلع مظفر نگر یوپی میں مشترکہ برادران ہے جس کا مجھے صحیح علم نہیں ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ وطن جاکر اسے فروخت کر دوں۔ چونکہ سکونت پنجاب میں رہی ہے اور پیدائش بھی اسی صوبہ کی ہے اسلئے مجھے اس جائیداد کا صحیح علم نہیں ہے۔ اس وقت میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اندازاً ۶۰ روپے ماہوار ہے۔ آئندہ جو جائیداد پیدا کروں گا اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ میں اپنی جائیداد اور آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنے پر جس قدر جائیداد ثابت ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد: شمیم حسین حکیم وزیر آباد۔ گواہ شد: نثار احمد واقف زندگی۔ گواہ شد: خورشید احمد انسپکٹر وصایا + **نمبر ۹۵۷۶**: منکہ عطاء محمد ولد حسین بخش صاحب قوم جٹ ملاح پیشہ زمیندارہ عمر ۲۶ سال بیعت ۱۹۳۶ء ساکن میادی ناتو ڈاکخانہ ککے ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۱/۳۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد کوئی نہیں کیونکہ میرے والد صاحب زندہ ہیں۔ میری آمدنی قریباً دس من گندم ۱/۲ ۲ سالتمام ہے جو بطور مزارعہ کے ملتی ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ آئندہ جو جائیداد پیدا کروں گا اسکی [illegible]

مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر جائیداد اسکے علاوہ ثابت ہوگی اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ عطاء محمد موصی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ بہرحال سیکرٹری مال میانی تانو نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ چوہدری خورشید احمد انسپکٹر وصایا۔

نمبر ۹۸۴:۔ منکہ شیخ غلام محمد ولد شیخ خدا بخش صاحب قوم شیخ پیشہ بیکار عمر ۱۶ سال بیعت ۱۹۲۱ء ساکن اندرون یکی دروازہ لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں مبلغ ۴۰۰/- نقد میرے پاس موجود ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے پر جس قدر جائیداد اس کے علاوہ ثابت ہوگی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میرا خرچ میرے بچے جو ابھی احمدی نہیں ہیں برداشت کرتے ہیں۔ العبد:۔ شیخ غلام محمد موصی بقلم خود۔ گواہ شد:۔ حافظ عبدالسمیع مبلغ امروہی حال وارالانوار قادیان۔ گواہ شد:۔ ڈاکٹر محمد عبداللہ احمدی یکی دروازہ لاہور۔

نمبر ۹۸۵:۔ منکہ شریف احمد ولد چوہدری نذیر احمد صاحب قوم جٹ پیشہ زمیندارہ عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن بھنگواں ڈاکخانہ گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں۔ البتہ مجھے میرے والد صاحب کی طرف سے دس روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ شریف احمد موصی۔ گواہ شد:۔ نذیر احمد والد موصی۔ گواہ شد:۔ شاہ محمد بھنگواں۔

نمبر ۹۸۶:۔ منکہ سعید اللہ خاں ولد حبیب اللہ خان صاحب قوم پٹھان پیشہ تعلیم عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ والد صاحب زندہ ہیں لہذا میری کوئی جائیداد نہیں۔ میں واقف زندگی ہوں مجھے تحریک جدید کی طرف سے مبلغ (٢٠) روپے ماہوار ملتے ہیں۔ اس آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ کمی بیشی کی اطلاع دیتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ اگر میری کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ سعید اللہ خاں واقف زندگی۔ گواہ شد:۔ جلال دین کارکن نظارت امور عامہ۔ گواہ شد:۔ محمد یوسف

مورد بہشتی مقبرہ ❋ نمبر ۹۸۵۵ :- منکہ صلاح الدین احمد ولد عصمت اللہ خاں قوم جٹ ہنڈل پیشہ واقف زندگی عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن پھلوپور چک ۱۲۷ رکھ برانچ ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے کیونکہ میرے والد صاحب حیات ہیں۔ میرا صرف اس وقت گزارہ موجودہ آمدنی پر ہے۔ جو مجھے تحریک جدید کی طرف سے بصورت گزارہ ملتے ہیں۔ جو مبلغ -/۵۰ روپے ہے۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ماہوار ادا کرتا رہونگا۔ اسکے علاوہ جو میری جائیداد یا آمدنی ہوگی اس کی اطلاع صدر انجمن احمدیہ قادیان کو وقتاً فوقتاً دیتا رہوں گا۔ نیز میری وفات کے بعد جو میرا ترکہ ثابت ہوگا اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی العبد:- صلاح الدین احمد بی۔ اے واقف زندگی بحروف انگریزی۔ گواہ شد۔ عبد المالک بحروف انگریزی۔ چک ۱۲۷ ا ب۔ گواہ شد:- محمد اسلم ساکن چھور ضلع سیالکوٹ ❋ نمبر ۹۸۵۸ :- منکہ کیپٹن عزیز احمد چودھری ولد چوہدری عبد المالک خاں صاحب قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۲۹ سال پیدائشی احمدی ساکن پھلوپور چک ۱۲۷ ا ب ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ -/۴۰۰ روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:- عزیز احمد کیپٹن 6 III (INT) H.Q 4 Sind Area Poona

گواہ شد:- محمد اسلم چوہدری ساکن چھور ضلع سیالکوٹ ماموں موصی۔ گواہ شد:- عبد المالک بحروف انگریزی والد موصی ❋ نمبر ۹۸۵۹ :- منکہ پیر عبد الرشید ولد پیر محمد حنیف صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۴۰ سال بیعت اکتوبر ۱۹۳۰ء ساکن ڈیرہ دون صوبہ یوپی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد حسب ذیل ہے جسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ دکان پختہ ایک عدد ایک مکان پختہ دکان میں ہم تین بھائی ہیں۔ ہمشیرگان حصہ دار ہیں جس میں میرا حصہ (جو کہ اس دکان کی قیمت موجودہ نو ہزار روپیہ) دو ہزار ہے اور مکان پختہ میں ۱/۲ حصہ ہے جسکی قیمت دو ہزار روپیہ ہے۔ یعنی کل جائیداد جو میرے حصہ میں ہے اسکی قیمت تین ہزار روپیہ بنتی ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اسکے علاوہ میری ماہوار آمد ۔۔۔ روپیہ ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ نیز میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک